www.novelsclubb.com
مہر النساء
صوفیہ ایمان
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

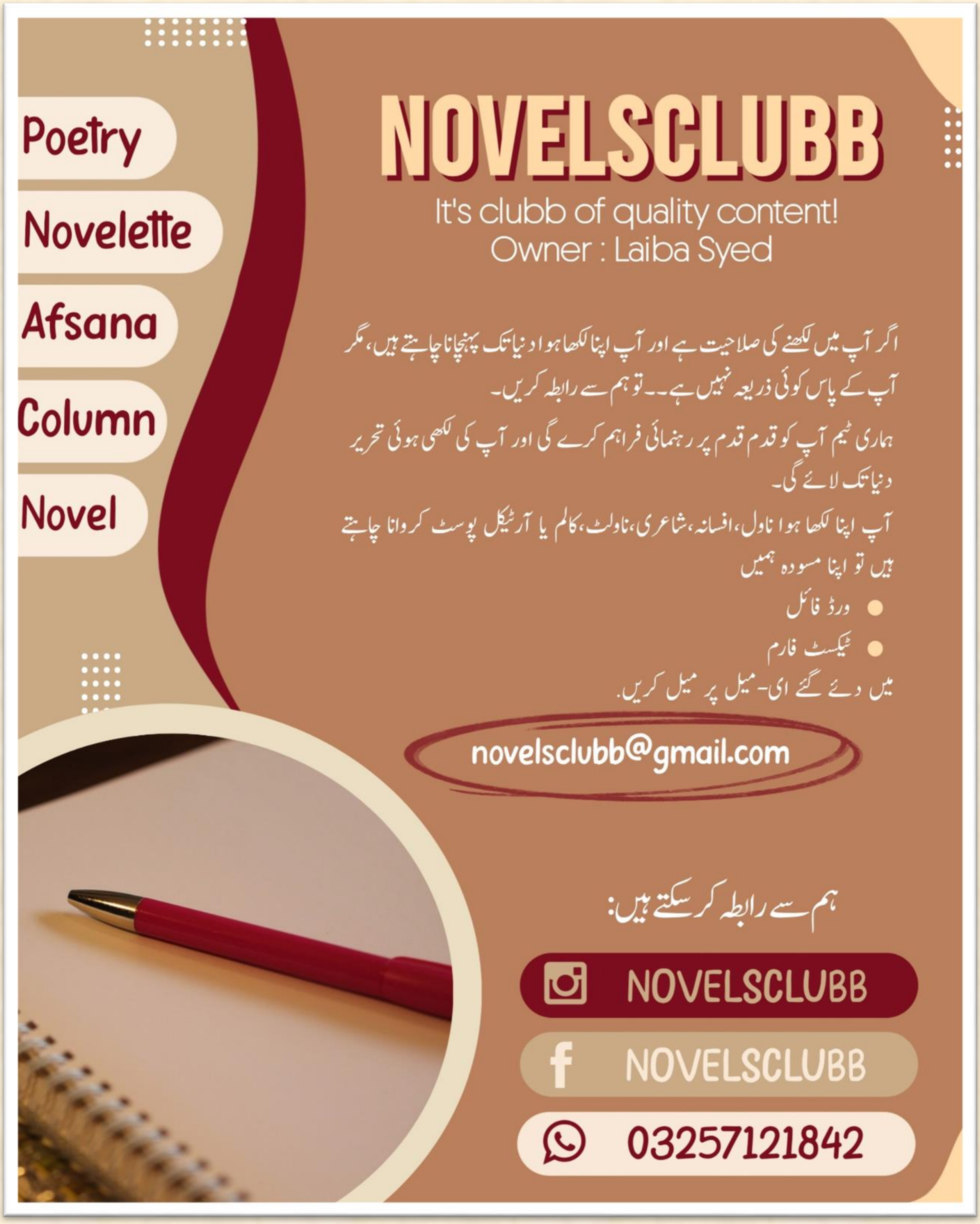
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

مہر النساء

از قلم

صوفیہ ایمان

Clubb of Quality Content

ناول "مہرلنساء" کے تمام جملہ حق لکھاری "صوفیہ ایمان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

دو وہ جن کا ماننا ہے کہ

"ہر ذی روح جوڑے میں نہیں اتاری گئی۔ کچھ لوگ بس اپنے ہوتے ہیں، اپنے خود کے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مہر النساء کی کہانی

مہر النساء، مہر النساء کی کہانی ہے۔

مہر النساء ایک عورت ہے۔ تو چلو کہہ لیتے ہیں مہر النساء ایک عورت کی کہانی ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ کہانی کسی ایک مخصوص خطے کے مخصوص کلچر اور لوگوں کی ذہنیت کے مطابق لکھی گئی ہو۔

یہ ایک سادہ کتھا ہے، ایک عورت کی جسے کچھ اپنا ذاتی چاہئے تھا۔ ہر عورت کی طرح۔۔۔ کچھ ایسا ذاتی جو صرف اسکا ہو، جو اس پر احسان کر کے نا دیا گیا ہو، نا ہی کسی بھیک میں۔۔۔ اب چاہے وہ چھت ہو یا محبت۔

کسی بھی انفرادی ذی روح کی طرح مہر النساء نے بھی اپنے حق میں کچھ فیصلے لیے تھے، اپنے لیے، خصوص اپنی ذات کے لیے۔ امر مقصود یہ نہیں کہ وہ فیصلے غلط تھے یا سہی؟ مہر غلط تھی یا سہی؟۔۔۔ یہاں کوئی فتوی نہیں ہیں، نا دعوے یا واعظ۔۔۔ بس ایک کہانی ہے۔ مہر النساء کی کہانی۔

سیسی فس کی تنہائی

"سر یہاں مجھے شکایت درج کروانے کے لیے کیا کرنا ہو گا؟" وہ چوکیدار سے مخاطب تھی۔

تھانے کے دروازے پر بیٹھے چوکیدار نے پہلے تو مہر کو دیکھا، پھر مہر کے کندھے کے اوپر سے مہر کے پیچھے دیکھا، گویا کسی کو تلاش رہا ہو۔

"بی بی آپ کے ساتھ کوئی مرد حضرات نہیں ہیں؟"

"نہیں میں خود ہی شکایت درج کروانے آئی ہوں۔"

مہر کی بیس سالوں کی ڈگریاں نا جانے کس کھاتے میں جا گری تھیں اور اس کی آواز اختتام پر ذرا لڑکھڑائی تھی۔

"پر بی بی ایسے تو شکایت درج نہیں ہو گی۔۔۔"

"ایسے کیوں نہیں ہو گی۔۔۔ میرے پاس اپنا ذاتی شناختی کارڈ ہے، اپنے شہری حقوق ہیں۔"

مہر کیا کہنا چاہ رہی تھی اور کس سے کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔ گارڈ مہر کی شکل دیکھے گیا۔۔۔ پھر دور ٹوکن کاونٹر کی جناب اشارہ کیا۔ "دیکھ لیں بی بی اگر آپ کو ٹوکن مل جاتا ہے تو اندر چلی جایئے گا، مجھے تو جتنا معلوم تھا میں نے آگاہ کر دیا۔"

ٹوکن کیسے نا ملتا، مہر کوئی مجرم تھوڑی تھی۔۔۔۔ وہ ٹوکن لے کر ویٹنگ ایریا میں بیٹھ گئی جہاں فرنٹ ڈیسک پر اسے شکایت درج کروانے کا ایک فارم دیا گیا تھا۔

مہر نے واقعات کی تفصیلات ممکنا حد تک ٹھیک لکھیں، اپنی معلومات درج کیں اور فارم واپس فرنٹ ڈیسک پر جمع کروایا۔

"میری شکایت پر کب ایکشن لیا جائے گا؟"

فرنٹ ڈیسک پر بیٹھے لڑکے نے ایک جانچتی نگاہ سے مہر کو دیکھا تھا۔۔۔

"کیا شکایت ہے آپکی؟ کوئی کتا بلی گم گیا ہے آپکا؟"

مہر ماتھے پر بل پڑے تھے۔ "میری اسٹاکنگ کی کمپلین ہے۔ سمجھے۔۔ کیا میرا اور تمہارا کوئی مزاق ہے؟"

جواباً وہ ہنسا تھا۔۔۔ زیرِ لب بڑبڑایا۔۔۔ "ایسا کہو کے عاشق پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔"

اب کے مہر دوبارہ منہ کھولتی، لڑکے نے ایک پرچہ مہر کی جانب بڑھا دیا۔

"آپکی شکایت ہریسمنٹ کمپلین ڈیسک کی جانب بھیج دی گئی ہے، یہ آپکا ٹوکن ہے، اپنی باری کا انتظار کریں، آپکو جلد اندر طلب کر لیا جائے گا۔۔۔"

اس کی باری آئی تو اسے اندر کیبن میں بھیجا گیا جہاں اسے اپنی شکایت درج کروانی تھی۔ کیبن میں ایک عدد خاتون کانسٹیبل موجود تھیں۔

انھوں نے مہر کو بیٹھنے کا کہا اور اس سے اسکی شکایت کے متعلق سوال کیا۔

ساتھ ساتھ ہاتھ میں پکڑی مہر کی شکایت پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالنے لگی۔

مہر نے اپنے ارد گرد ہوتے تمام واقعات کہہ ڈالے تھے، فون میں کھینچی تصاویر اور ٹیکسٹ میسج کانسٹیبل کے سامنے رکھے۔ جس پر کانسٹیبل کے چہرے پر ایک رنگ سا گزرا تھا۔ جو ایک اکتاہٹ میں بدل کر ٹھہر سا گیا۔

مہر خاموشی سے انھیں دیکھے گئی۔ اسکی گود میں دھرے ہاتھ بھیگ رہے تھے۔

"مس مہر، میری بات غور سے سنیں۔ یہ ایک اسٹاکنگ کیس ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ایک شخص چاہیئے جس کے خلاف ہم رپورٹ کھول سکیں۔"

"پر میں نہیں جانتی وہ کون ہے؟"

جواباً کانسٹیبل مہر کی شکل دیکھے گئی۔۔۔

"تو آپ کس کے خلاف شکایت درج کروانے آئی ہیں؟ کیا آپ یہاں ہم دونوں کا وقت ضائع کروانے آئی ہیں؟"

لہجہ ایک مسلسل اکتاہٹ لیے ہوئے تھا۔

مہر کو سانپ سونگھا۔ کانسٹیبل نے ایک گہرہ سانس خارج کیا۔

"بی بی آپکے کیس کو ایک انفرادی اسٹالکنگ کیس کے طور پر کھولنے سے پہلے ہمیں کچھ ٹھوس ثبوتوں کی ضرورت ہے،"

ایک ناگواریت سی مہر کی نظروں میں اتری تھی۔

تو وہ سب جو مہر نے بتایا وہ ٹھوس ثبوت نہیں تھا؟

اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہم وقت میں کچھ دن پیچھے جاتے ہیں۔ تمام واقعات کا عین مہر کی نظر سے مشاہدہ کرتے ہیں، تب ہی معلوم ہو پائے گا کہ یہ مہر کا وہم تھا یا کوئی بہت بڑی آفت جس سے مہر ابھی ناواقف ہے۔

Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ا

کلفٹن کراچی کی بلند عمارتوں میں اس ایک عمارت پر زوم کرتے ہیں۔

ڈیجیٹل فلو۔۔۔وہ ایک سوفٹ ویئر کمپنی ہے۔

شام اب اُترنے کو تھی۔ لفٹ عمارت کے گراونڈ فلور پر آکر رُکی اور مہر نے باقی کولیگز کے ہمراہ باہر کا رخ کیا، مہر پچھلے تین سال سے ایک اچھی پوسٹ پر اس فرم میں جاب کر رہی ہے۔جو کہ اسے معاشرے میں ایک مکمل شہری ہونے کی شناخت دیتا تھا، بمطابق مہر

۔

"مجھے تو خود یقین نہیں آرہا کہ اُس نے مجھے ڈائمنڈ رنگ سے پرپوز کیا ہے۔"

آواز اس کے برابر میں اُبھری تھی جہاں ثانیہ باقی کولیگز کو اپنے منگیتر کے بارے میں بتارہی تھی۔

"تم تو ابھی اپنے کریئر پر فوکس کرنے والی تھی نا تو یہ شادی بیچ میں کہاں سے آگئی؟" تیسری آواز گونجی۔

"یار تم نہیں سمجھو گی، یہ کریئر وغیرہ تو بس ایک بہانا تھا، حقیقت میں تو میں خود کو اُس کے قابل بنا رہی تھی، اب میں اپنے خاندان کی سب سے گرومڈ لڑکی ہوں، بھلا وہ مجھ سے شادی نا کرتا تو اور کس سے کرتا۔"

کہتی ثانیہ چہکی تھی۔

مہر انکی باتیں سنتی زیرِلب مسکرا دی۔ وہ لوگ عمارت کے پارکنگ لاٹ میں آ چکے تھے۔ وہ لوگوں کو خاموشی سے سنتی تھی اور جج کرتی تھی۔ یہ اسکی عادت تھی۔

اپنا شولڈر بیگ درست کیا اور سست روی سے چلتی رہی۔ اب وہ چہکتی آوازیں مدھم پڑتی پیچھے رہ گئی تھیں۔

"مہر مہر۔۔۔ ویٹ۔۔۔ ویٹ۔"

وہ سارا تھی اور اس کے سر پر آ کر چلائی تھی۔

"مہر آج ثانیہ کی طرف سے ڈنر ٹریٹ ہے، تم کہاں جا رہی ہو؟ سب اُدھر ہیں۔"

"سارا مجھے آج ضروری کام سے لازمی وقت پر گھر جانا ہے، تم ثانیہ کو بتا دینا، مبارک باد کا تحفہ میں اسے بعد میں دے دوں گی۔"

"پر میں اکیلی کیا کروں گی؟ صرف تم ہی تو میری دوست ہو یہاں۔" چوبیس سالہ سارا نے ہونٹ نکالے تھے۔

مہر کے نزدیک ایک چوبیس سالہ لڑکی کے لیے یہ ایک بچگانہ عمل تھا، کہ وہ اکیلی کسی تقریب میں شمولیت نہیں کر سکتی۔

"آئم رئیلی سوری سارا تمہیں تو پتا ہے، گھر پہ سب میرا ویٹ کر رہے ہوتے ہیں، فیملی ٹائم یو نو ۔۔۔ میں ضرور آتی لیکن آج ممکن نہیں ہو پائے گا۔"

سارا نے مصنوعی آنسو پونچھے۔ مہر نے ہنستے ہوئے اسے نرمی سے دھکیلا جس پر سارا واقعی وہاں سے چل دی۔

سارا کو واپس آتا دیکھ کسی نے سرگوشی کی تھی ۔۔۔ "پر مہر تو اکیلی رہتی ہے نا، تو پھر اسے گھر بھاگنے کی اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے؟ ہے کون وہاں؟"

عمارت سے باہر آکر مہر کا راستہ باقی کولیگز سے جدا ہوا اور وہ مصروف شاہرہ کے دہانے آن کھڑی ہوئی جہاں سے اسے اپنا پوئنٹ پکڑنا تھا۔

یہ پاکستان کا ایک مصروف اور بڑا شہر ہے۔ مہر اپنے تنہا رہنے کی خبر کو حتی المقدور دبا کر ہی رکھتی تھی۔ اُسے سارے جہان میں یہ معلومات عام نہیں کرنی تھی۔

اندرونِ شہر چلنے والی آن روٹ بسیں، خواتین کے لیے ایک بہت بڑی سہولت تھی۔ مہر اپنے معمول کے پوئنٹ سے بنا سواریاں بدلے ایک ہی روٹ پر اپنے کام سے گھر پہنچ جاتی تھی۔ تحافظ کا تقاضہ تھا۔

تھکا ماندہ دن اب خاموشی سے اتر جانا چاہتا تھا، شام کی ہوائیں جلد از جلد اپنے گھروں کو پہنچ جانا چاہتی تھی اور سوانِ ہواوں تلے بھاگتی مخلوقات۔ اپریل کی اوائل دنوں کا سرمئی پن اب شام کی نارنجی میں گھل کر ماحول کو گلابی کیئے دے رہا ہے۔

کھلی سڑک پر چلتی ہوا سے مہر کے کرتے کا دامن پھڑ پھڑایا۔ مہندی رنگ کے کاٹن کا سادہ کُرتا شلوار اور کندھے پر اسکا بیگ، ہلکے گھنگریالے سیاہ بال کھلے تھے لیکن ان پر ڈھیلے سے انداز میں اسکارف باندھ رکھا تھا جو کہ بالوں کو ہوا کے دوش پر بکھرنے سے بچائے ہوئے تھا

۔کانوں میں پڑی چاندی کی جھمکیاں اسکے پھڑ پھڑاتے اسکارف میں ہی کہیں الجھ رہی تھیں۔

صاف گندمی رنگت پر ناک کے اطراف میں ننھے بھورے فریکلز جابجا دھرے تھے۔ بالوں سے ہم رنگ گہری سیاہ آنکھیں اور ان پر موجود لمبی گھنی پلکیں جن پر مسکارے کا کچھ بھار تھا

۔

سب کچھ ایک معمول کی طرح تھا۔

سالوں کا معمول۔

یہ جاب، یہ دعوتوں میں شرکت نا کرنا، ہر دفعہ کے بہانے۔

پوئنٹ اسکے عین سامنے رُکا، مہر اپنا بیگ پکڑتی بس کا زینہ پھلانگتی بس میں داخل ہوئی، کچھ اور سواریاں اور پھر وہ بس واپس اپنے روٹ پر رواں ہوگئی۔

دوست؟ دوستی؟

نظریں کھڑکی سے باہر سامنے بھگاتی گاڑیوں پر تھیں۔

نجانے کیوں پر کچھ ہے دوستی کے بارے میں جو میں نہیں جانتی، یا کچھ ایسا ہے جو کہ باقی سب نہیں جانتے۔

Clubb of Quality Content

گلابی شام اب رات کے بھاری نیل تلے دب رہی تھی۔

شہر کی مصنوعی روشنیاں تیز ہو رہی تھیں جواب کسی مزاج پر گراں گزرے گیں تو کسی مزاج کے لیے دن کا آغاز ہو گا۔

جب لوگ آپکو دوست مان لیتے ہیں نا تو پھر وہ آپکو ایک convenience سمجھ لیتے ہیں۔مجھے ایسی convenience نہیں چاہئے،اور نا ہی مجھے کسی کے لیے ایسی convenience بننا ہے۔وہ آپ سے توقعات رکھتے ہیں،ڈیمانڈز رکھتے ہیں،وہ آپکو اپنے جذبات کے لیے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

مہر نے سر بس کے شیشے سے ٹکا لیا۔

اسکے بیگ میں پڑا فون تھرانے لگا۔

مہر کے چہرے پر کوفت در آئی۔

پچھلے ایک ہفتے سے اِس فون نے اسے تنگ کر رکھا تھا۔وہ پانچ نمبرز بلاک کر چکی تھی اور اب پھر کسی چوتھے رانگ نمبر سے اسے مسلسل کال موصول ہو رہی تھی۔تھکاوٹ اسکے وجود کو آہستہ آہستہ اپنی آغوش میں لے رہی تھی۔

شاید اس نے اپنا نمبر کہیں کسی غلط فارم میں ڈال دیا ہو، یا شاید کہیں سے لیک ہو گیا ہو۔ یہی اسکی آخری سوچ تھی۔

مہر نے جھلا کر فون سوئچ آف کیا اور بیگ میں گرا کر، بیگ اپنے پیروں میں رکھ دیا، اُس میں ابھی فون کھولنے اور نمبر بلاک کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ سوچا کہ اگر یہ سلسلہ نار کا تو نمبر تبدیل کر لے گی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ اپنی سوسائٹی کے سامنے موجود تھی۔ پوئنٹ اُسے اتار کر واپس اپنے روٹ پر جا چکا تھا۔

وہ نئی نئی بنی سوسائیٹی تھی۔ وہاں ابھی کچھ زیادہ گھر نہیں تھے، کچھ زیرِ تعمیر تھے کچھ مکمل۔ سوسائٹی کا مین روڈ صرف پختہ تھا باقی اس سے اترتی گلیوں کی سڑکیں ابھی کچی تھیں اور زیرِ تعمیر تھیں۔

ابا نے دوسری شادی سے پہلے اپنی اولاد کو وراثت میں سے انکا حصہ دے دیا تھا۔ شاید یہ ایک ان کہا اعلان تھا۔ کہ اب دونوں فریقین اپنی اپنی نئی زندگیوں کا آغاز کریں۔

مہر صرف دو ہی بہنیں تھیں۔ مہر النساء میر اور مائدہ میر۔ مائدہ شادی شدہ ہے۔

مہر نے اپنے حصے میں آئی رقم سے اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ مل کر یہاں ایک گھر لیا تھا ۔مہر کی والدہ اس کے تعلیمی سالوں میں فوت ہو چکی تھیں۔تب ہی سے اس کے ابا نے دوسری شادی کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے تھے اور ابھی اس کے ابا اپنی دوسری بیوی اور انکے بچوں کے ساتھ رہ رہے تھے۔

مہر کو یہ سب اسی طرح پسند تھا۔ستائس سالہ مہر نے اپنے لیے ایک پرفیکٹ آزاد زندگی ترتیب دی تھی، جس میں صرف ایک ہی کردار تھا۔مہرالنساء میر۔اور وہ کردار مکمل اور خوش تھا۔

اگر مہر کے مکمل اختیار میں ہوتا تو وہ کبھی مائدہ اور اسکے شوہر کے ساتھ مشترکہ گھر نا لیتی ۔۔۔لیکن پاکستان میں رہتے ہوئے ایک عورت کا اکیلے رہنا جتنا بڑا ڈراونا خواب ہے، مہر نے اپنی طاقت اس میں ضائع کرنا فی الوقت فضول سمجھا۔

وہ بس سے اتری اور سوسائٹی کا گیٹ عبور کر گئی، وہاں داخل ہوتے ہی ایک عدد گارڈ اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا جسے مہر نے دور سے سر ہلا کر سلام کیا۔۔۔اور تب ہی اس کے پیچھے پیچھے کوئی اندر داخل ہوا۔مہر اپنی لے میں چلتی رہی جب ایک انجانے احساس کے تحت ٹھٹکی۔پیچھے سے آنے والے کی چال مہر کو اپنی چال سے ملتی معلوم ہوئی تھی۔

Clubb of Quality Content

وہاں ایک دبی دبی سی گنگناہٹ تھی۔

مہر رُکی،

فوراً پلٹی۔۔۔

سامنے راخی کھڑی ہنس رہی تھی۔

مہر کے چہرے پر مانوسیت کی لہر دوڑی،

اعصاب ڈھیلے پڑے۔

راخی وہاں کا مقامی خواجہ سرا تھا جو کہ شام سے رات تک گلیوں میں مانگنے نکلتا تھا۔

"بیٹی گھر آ رہی ہے؟"

"جی" مہر نے کہتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر اپنے قدم جاری رکھے۔

وہاں جگہ جگہ ابھی چٹیل پڑے پلاٹ تھے اور گلیاں عموماً خالی رہتی تھیں۔

"بہن کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے، خوش ہے۔"

"ہاں رب بس خوش رکھے سلامت رکھے، میرے بچے کو۔ حفاظت میں رکھے۔" کچھ فاصلے پر جا کر راخی دوسری گلی میں مڑ گئی۔

چند منٹ کا پیدل سفر طے کر کے مہر بھی اپنے گھر کے سامنے موجود تھی، گھر دو منزلہ تھا۔ دروازے میں چابی لگاتے ہوئے اسکی نگاہ دروازے کے ساتھ پڑے گملے پر گئی تھی۔

ایک اکتاہٹ سی اسکے چہرے پر دوڑی، وہ گملہ پھر اپنی جگہ سے ہلا ہوا تھا، تھوڑا بہت بھی نہیں اچھا خاصہ۔۔۔۔

سوسائیٹی کے بچے بہت شیطان ہیں، اور اس امر سے سب ہی آشنا تھے۔ گملے کو اسکی جگہ پر واپس سیٹ کیا اور دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔

وہ ایک چھوٹا سا صحن تھا جس کے کونے میں ایک بوڑھا آم کا درخت موجود تھا۔

گھر کی تعمیر کے دوران کاٹے نا جانے کی بدولت وہ ابھی بھی اپنی مکمل قد و ساخت کے ساتھ کھڑا تھا۔

صحن عبور کرتے ہی مائدہ کے پورشن کے داخلی دروازے کو ہاتھ پڑتا، جو کہ لاونج میں کُھلتا تھا

۔

"اسلام و علیکم۔"

مہر نے اونچے سے کہا، جواباً سگی بہن نے لاونج سے منسلک کچن سے سر نکال کر دیکھا۔

"مہر تم شیڈر چیز لیتی آئی؟"

کچن میں آکر مہر نے ہاتھ میں پکڑا شاپنگ بیگ مائدہ کے سامنے سلیب پر رکھا۔

"بھائی نہیں آئے آج گھر؟"

عموماً مہر کا بہنوئی اس سے پہلے گھر آجاتا تھا۔ سو وہ یہاں آنے کی بجائے سیدھی اوپر اپنے پورشن میں ہی جاتی تھی، پر آج باہر بہنوئی کی گاڑی کھڑی نا پا کر وہ سیدھی ادھر ہی چلی آئی اور پھر اسے مائدہ کو سامان بھی دینا تھا۔

"نہیں آج عدیل کو اچانک آوٹ آف سٹی جانا پڑ گیا، کل رات تک واپس آئیں گے۔"

مائدہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی بولی تھی۔

باہر ایک مسلسل کائیں کائیں تھی، مہر جب سے گھر آئی تھی وہ نوٹس کر رہی تھی۔

"یہ کوے اتنا شور کیوں مچا رہے ہیں؟"

"ارے اللہ جانے صبح سے انھوں نے دماغ خراب کرر کھا ہے۔ناجانے کون سی آفت آنے کو ہے، میرا تو دل ہی بیٹھا جارہا تھا اتنا شور مچا رہے تھے نا۔۔۔میں نے کہا بھی تھا کہ اس درخت کو کٹوا دیتے ہیں، تم نے اور عدیل نے نہیں کاٹنے دیا،اب بھگتوان پرندوں کا دن بھر کا شور ۔"

مہر لاونج کے جالی دار دروازے سے باہر اترتے اندھیرے میں صحن میں لگے درخت ہر بیٹھے کووں کا شور سنتی رہی۔

ماضی کی وہ شام بھی ایسا ہی بھاری نیل لیے ہوئے تھی۔

اُس شام بھی کووں نے بہت شور مچایا تھا،

جس شام اسکی ماں نے آخری سانس لیا تھا۔

مہر نے فون ملایا تھا۔اُس نے وہ منحوس خبر ابا اور مائدہ کو سنائی تھی۔اور اس سب میں کووں کا شور بہت اونچا تھا۔

مہر نے ایک گہری آہ بھری۔

Clubb of Quality Content

اس دنیا میں ایک چیز ہے جو کبھی غلط ثابت نہیں ہوتی۔۔۔جانوروں کی پیشن گوئی، کیسے جانور ہمیشہ جان جاتے ہیں کہ کوئی زلزلہ یا سیلاب آنے والا ہے۔جانور اپنی قسمت بہت اچھے سے جان جاتے ہیں، یہ تو بس ہم انسان جو سخت بے خبر ہیں۔اپنی قسمت سے اور اپنی قسمت کی نحوست سے۔

"اچھا میں اوپر جا رہی ہوں۔" کہتی مہر اپنا بیگ اٹھا وہاں سے اٹھ گئی،

"ارے بیٹھ جاو، عدیل بھی نہیں ہے، ڈنر آج ایک ساتھ کر لیتے ہیں۔"

"نہیں مجھے ذرا کچھ ضروری ای میلز بھیجنی ہیں، دیر ہو رہی ہے، میں بعد میں کھانا کھا لوں گی۔"

"ایک تو تم دونوں کے ایمرجینسی کام کبھی ختم ہی نہیں ہوتے۔اور ہاں مجھے یاد آیا تم نے مجھے جواب نہیں دیا کہ تمہارا عدیل کے دوست کے بارے میں کیا خیال ہے، عدیل دو دفعہ مجھ سے پوچھ چکے ہیں؟"

مہر لمحے کو رُکی تھی۔۔۔کچھ دیر مائدہ کی جانب دیکھتی رہی۔۔۔پھر گویا ہوئی۔

"میں مزید سوچ کر بتاوں گی۔"

Clubb of Quality Content

"اور کتنا سوچنا ہے تمہیں مہر، اتنا پرفیکٹ رشتہ ہے۔ تم نے کہا تھا اس سال تم لازمی شادی کرلو گی۔ ابا بھی مجھے ہی سناتے رہتے ہیں کہ میں نے تمہیں شے دے رکھی ہے اور عدیل بھی مجھے ہی باتیں سناتے ہیں۔ آخر ہمیشہ تو تم اکیلی نہیں رہنے والی نا، کبھی تو شادی کرنی ہے نا۔"

"ہاں، ہاں میں سوچ کر بتاتی ہوں۔ یار مائدہ مجھے تھوڑا ٹائم تو دو، پیچھے مت پڑو بھئی۔"

مہر مصنوعی خفگی سے کہتی باہر نکل آئِی اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر اپنے پورشن میں آگئی۔

کیا مہر کوئی کھلونا تھی یا کوئی جاگیر، جو سب اس پر اپنا اس قدر حق سمجھتے تھے؟ اس نے شادی سے منع نہیں کیا تھا، لیکن جس طرح شادی اس کے گلے میں باندھی جا رہی تھی، مہر اس سے نالاں تھی۔

آخر میرے مردوں کو اتنی جلدی کیوں ہے مجھے کسی محفوظ ٹھکانے باندھنے کی۔ آخر انھیں اتنا خوف کس چیز کا ہے؟ میری آزادی کے چند سال سب پر اتنے گراں کیوں ہیں؟

ایک لاونج، اس سے منسلک کچن، دو کمرے اور صحن کی جانب ایک بڑا سا ٹیرس جس میں درخت کی شاخیں مکمل پھیلی ہوئی تھیں، کسی جادوئی بونوں کی ریاست کی طرح۔ جِسے مہر

Clubb of Quality Content

نے واقعتاً ننھے ٹرنکلیٹس اور فیگرین سے سجا رکھا تھا اور یہی وجہ تھی کہ مہر نے وہ

درخت کاٹنے سے منع کیا تھا۔

اپنے پورشن میں داخل ہو کر، لاونج میں خاموشی سے صوفے پر آ بیٹھی۔بتیاں بجھی ہی رہنے

دیں۔

صوفے کے ساتھ موجود لیمپ کی ڈور کھینچی جس کی روشنی کے عین تلے دھرا اسٹول اور اس

پر رکھا گیا فش باول روشن ہو گیا۔ شیشیے کے اس گولے میں پھدکتی مچھلی ایک دم سے ہوئی

روشنی پر مزید پھدکنے لگی تھی۔

کچھ لمحے یوں ہی گزر گئے، آہستہ آہستہ سانس لیتے۔

اسے کسی فیملی ٹائم میں نہیں پہنچنا تھا، اسے کوئی ضروری ایمیلز نہیں بھیجنی تھیں۔

اسے بس خاموشی سے اپنے گھر میں آ کر اپنے صوفے پر بیٹھ کر سکون کی سانس لینی تھی۔

مہر کا گھر۔

مہر کا صوفہ۔

مہر کی خاموشی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مہر کی آزادی۔

وہ سب جس کے لیے اس نے سب سے زیادہ خواہش کی تھی۔

اور اب جب کے اسے اسکی تنہائی مل گئی تھی۔اب وہ اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز تھی۔

سامنے تاریک کمرے میں اسے سترہ سالہ مہر بیٹھی دیکھائی دی تھی جو کہ اپنے بھاری بھر کم سے لیپ ٹاپ گود میں رکھے اس کی مکمل توجہ اسکرین میں تھی۔۔۔سامنے اسکرین پر کوئی فارم دوڑ رہا تھا۔۔۔وہ جاب فارم تھا۔

پھر اسے کچن میں مسلسل بولتی اپنی ماں کی آوازیں سنائی دی تھی۔۔۔وہ کوسنے تھے۔

پیسے کی کمی کے کوسنے، ابا کی گھر کے معمالات میں سنجیدگی نا دیکھانے کے کوسنے، اور اختتام پر اپنی زندگی کی شادی کے ہاتھوں بربادی کے کوسنے۔مہر نے اپنا ٹین ہوڈ ایک اوسط درجے کی معیشت والے گھر میں گزارا تھا۔

"تمہارا شوہر اور ساس یہ نہیں دیکھیں گے کہ تم کتنا کماتی ہو یا کتنی اسکلز آتی ہیں، دیکھیں گیں تو وہ بس تمہاری گول روٹی۔روز بولتی ہوں کہ کھانا بنانا شروع کردو، شروع کردو پر نہیں، تم نے تو قسم کھا رکھی ہے اپنی ماں کو ہر جگہ بدنام کرنے کی۔" رُخ اچانک مہر کی جانب مڑ گیا۔

اب شاید سترہ سالہ مہر انکی عادی ہو چکی تھی۔ہر دوسری لڑکی کی طرح۔

ساتھ ہی اونچی اونچی چلتی خبروں کے درمیاں ہی ابا کی آواز ابھری تھی "جب میں کہتا تھا کہ گھر کے کاموں میں لگاو تب کہتیں تھیں، نہیں انھیں اپنے شوق پورے کرنے دو، آگے جاکے کام ہی کرنے ہیں، اب کہاں ڈلے گا شوق، دراصل تمہیں ہی ساری عمر پرورش نا کرنی آئی دو لڑکیوں کی۔۔۔"آخر کار ابا کو بھی لقمہ ڈالنا یاد رہا۔

"ایسی بات بھی نہیں ہے، مائدہ بھی تو ہے، وہ بھی گھر کے سارے کام کرتی ہے، آزادی تو میں نے اسے بھی دے رکھی ہے۔، دو سال ہی بڑی ہے ناوہ مہر سے۔۔۔ایک سی ہی ہیں دونوں۔۔۔پتا ہے جب بھی خاندان میں رشتے کی بات ہوتی ہے سب مائدہ کا ہی پوچھتے ہیں، مہر کا کوئی نہیں پوچھتا۔ایسے کیسے چلے گا۔ایسے کیسے رشتہ کروں گی میں اسکا، کیا بتاوں گی رشتے داروں کو کہ اس کی بس اپنی ایک دنیا ہے جس میں اس کے اپنے ہی لچھن ہیں جو ختم ہی نہیں ہو کے دیتے۔"

مہر کو یہ جملے از بر یاد تھے۔

نہیں ہونے چاہیے تھے۔

کیونکہ جو جملے آپکو ازبر یاد ہو جائیں تو وہ پھر آپ کے اندر کی دوسری آواز بن جاتے ہیں۔ پھر وہ ساری عمر آپکے اندر سے نہیں جاتے۔۔ایک حقیقت کی طرح۔۔۔ایک اٹل سچ کی طرح۔

کان میں ہینڈ فریز لگائے سترہ سالی مہر نے باہر کی آوازیں روکنا چاہیں، سامنے اسکرین پر ای میل پاپ آپ ہوا۔۔اسکی جاب ایپلیکیشن کا جوابی ای میل آیا تھا۔۔۔وہ اپروو ہو گئی تھی

مارے خوشی کے مہر نے چمکتی آنکھوں کے ساتھ باہر دیکھا، لاونج میں موجود تمام افراد پر نگاہ ڈالی لیکن جواب میں اسے صرف ستائیس سالہ مہر نے دیکھ کر ایک مسکراہٹ دی تھی۔

وہ اسی میں خوش ہو گئی اور واپس لیپ ٹاپ کی اسکرین میں مصروف ہو گئی۔

Clubb of Quality Content

بیچلر کی ڈگری کے بعد سے مہر نے بلاناغہ جابز کی تھیں۔ساتھ ساتھ اپنا ڈبل ماسٹر بھی مکمل کیا

-

اپنا پیسہ کمانے کے لیے۔اپنے خواب پورے کرنے کے لیے۔اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے۔۔۔اور اگر ان سب کو مختصر ایک لفظ میں بیان کرنا ہو تو۔۔۔آزادی۔۔۔

ہر ذی روح کی آزادی کی تعریف مختلف ہے۔۔۔کسی کی بھی آزادی چھوٹی یا بڑی نہیں

۔۔۔۔یہ مہر کی آزادی تھی۔

مائدہ اس سے ہمیشہ پوچھتی تھی کہ وہ ابا سے پیسے کیوں نہیں مانگتی۔اور مہر اسے کبھی سمجھا نہیں پائی تھی کہ کسی کے احسان سے پوری کی گئی خواہشات دم گھوٹتی ہیں۔مائدہ اسے ضرورت سے زیادہ حساس کہتی تھی۔اور حساس لوگوں کی حساسیت ان کی زندگی کا سب سے بڑا جرم ہے جس کی سزا انھیں بے دریغ دی جاتی ہے۔

سامنے بیٹھا سترہ سالہ مہر کا وجود ہوا میں تحلیل ہو گیا۔

سب آوازیں بیٹھ گئیں۔

تمام مناظر ریت بن کر ٹیرس سے آتی ہوا کے ساتھ ہی اڑ گئے۔

مہر نے شادی کا آپشن خود پر بند نہیں کیا تھا۔لیکن کچھ تھا جو اسے کبھی convince نہیں کر پایا کہ وہ اپنی دنیا چھوڑ کر کسی اور کی دنیا کا حصہ بنے۔کہ وہ اپنی تنہائی اور سکون میں کسی اور کو داخلے کی اجازت دے۔اسے شادی میں کبھی کچھ اتنا worthy دیکھائی نہیں دیا جس کے لیے وہ اپنی تنہائی اور سکون قربان کرے۔وہ اپنے سکون کو لے کر بہت حساس تھی۔

معاشرہ کہتا ہے اگر ایک عورت اپنا پیسہ کمانے لگے تو پھر اس کے دل سے مرد کی قدر اور ضرورت نکل جاتی ہے۔

اگر ایک عورت کے دل و دماغ سے تنہارہ جانے کا خوف نکل جائے اور وہ خود میں خود کو پورا سمجھ لے۔ تو ایک غضب ہو جاتا، وہ غضب جسے پھر دنیا نہایت ہی ناگوار آنکھ سے دیکھتی ہے

۔

لیکن عورت کو یہ بات کس نے سیکھائی؟۔۔۔کہ مرد صرف پیسہ اور چھت کا نام ہے؟

اور اب اگر عورت نے اپنا پیسہ اور چھت خود بنالیا ہے تو اب وہ پھر مرد کی جانب کیوں دیکھے؟

اب کیا ہی دے سکتا ہے وہ عورت کو؟

مہر کو کسی دوسرے **انسان** سے توقع نہیں تھی تو پھر ایک مرد سے کیوں ہوتی۔

فریش ہو کر مہر نے اپنا ڈنر تیار کیا، لاونج اور کچن کی مدھم پیلی بتیاں روشن تھیں، اور پسِ منظر میں ایک انگیریزی گانے کا مدھم وائلن پلے چل رہا تھا۔ اپریل کی اوائل دن تھے۔ باہر صحن میں لگے پھولوں کی خوشبو ہوا کے دوش پر اسکے ٹیرس سے ہوتی اس کے کچن میں آ رہی تھی۔

وائلن کے سُر کے ساتھ ساتھ گنگناتی اسکے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ دوڑی تھی۔ڈنر کا پلیٹر تیار کر کے میز پر رکھا تھا، جب اسکے لاونج کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا، مہر مڑی ۔۔۔سامنے مائدہ تھی۔۔۔وہ کہیں جانے کو تیار کھڑی تھی۔مہر نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"یار میں امی(ساس) کی طرف جا رہی ہوں، میری نند آئی ہوئی ہے ناعمرہ کر کے تو امی نے کہا ہے آ کر مل لو۔"

مائدہ اکتاہٹ سے بولی تھی۔

مہر ہنسی اثبات میں سر ہلایا اور ہاتھ جھلا کر اسے جانے کا کہا۔

مہر کے پورشن میں سامان قدرے کم تھا۔عام طور پر یہاں صرف مہر ہی ہوتی تھی تو کوئی بولنے والا نہیں۔خاموشی آرام سے رہتی ہے لیکن اگر کوئی دوسرا بندہ آجائے اور بولے تو اسکی آواز پورے پورشن میں گونجتی تھی۔کسی گھنٹے گھر کی طرح۔

مائدہ کی آواز کی گونج ختم ہوئی جب مہر اپنا پلیٹر لے کر ٹی وی کے آگے آکر بیٹھ گئی اور اپنا پینڈنگ شو آن کیا۔

شاید خالی جگہوں میں آوازیں گونجتی ہیں تاکہ وہ اس جگہ کو بھر سکیں۔

قدرت اور اطراف سچ بولتے ہیں، وہ آپکو اشارے دیتے ہیں، وہ بنا چھوئے آپکو کچھ پتانا اور دیکھانا چاہتے ہیں۔

کوئی بھی تنہائی نہیں چاہتا، حتی کہ دیواریں بھی نہیں۔

پر ان دیواروں کے مکیں نے توجہ نہیں دی تھی۔

اور رات خاموشی سے اس اتر گئی جیسا کہ وہ اپنے تسلسل میں اترتی ہے۔

تھوڑا منظر زوم آوٹ کرتے ہیں۔

مہر کے پورشن کے ٹیرس سے باہر آتے اب کے وہ گھر خاموش ہے۔ صحن میں جلتا بلب صحن کو قابل بصارت بنا رہا ہے۔ رات کے کسی پرندے کی کھوئی کھوئی سی کوک ہے اور صحن میں لگے اس بڑے سے درخت کی سب سے مضبوط شاخ پر کوئی ہلچل سی۔

سیاہی میں حرکت کرتی سیاہی کا فرق کرنا ذرا مشکل ہے۔

باب نمبر ۲

ٹھنڈی صبح کی خاموشی،

اور کچھ ابھی اس وسیع سنسان پڑی آبادی میں فجر کی آذانیں اور مرغوں کی بانگ مہر کے ٹیرس میں کھلتی کھڑکی سے اندر آرہی تھی۔

رات مہر جلدی سونے لیٹ گئی تھی سو آنکھ بھی خود ہی جلدی کھل گئی۔ فون دیکھا تو الارم بجنے میں ابھی وقت تھا۔

بستر سے نکلی اور اپنی مسواک لے کر سیڑھیاں اترتی باہر صحن میں آگئی۔ آسمان رات کی سیاہی جذب کر رہا تھا۔ چڑھتے دن کی ہلکی ہلکی نیلاہٹ ماحول میں پھیلنے لگی تھی پر نیند کا زور ابھی باقی تھا۔

صحن میں موجود درخت اب خاموش تھا۔کوے شور نہیں مچا رہے تھے۔آم کی شاخوں پر چڑیوں کی چہچہاہٹ کہیں کہیں سے سنائی دیتی تھی۔نیم وا آنکھوں سے مہر نے جہاں تک ممکن ہوا اس نیلے آسمان پر نگاہ دوڑائی۔

مائدہ کا پورشن لاک تھا،یقیناً وہ رات اپنی ساس کی طرف ہی رُک گئی ہو گی۔

مہر نے صحن میں جلتا بلب بجھا دیا جو کہ رات بھر کے لیے جلتا چھوڑا جاتا تھا۔

تب ہی مہر کو دروازے پر کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی۔وہ اخبار والے کا اخبار دے کر جانے کا وقت تھا۔

مسواک منہ میں دبائے ایک ہاتھ سے دروازے کا لاک کھولنے لگی لیکن اس سے پہلے عادتاً دروازے کے سوراخ (peephole) سے باہر جھانکا۔

سامنے گلی خالی تھی۔

نظر ابھی مکمل ہٹائی نہیں تھی کہ اسکی آنکھ کی پتلی کے سامنے سوراخ کے دوسرے پار ایک سیاہ آنکھ کی پتلی آن چپکی۔۔۔۔

مہر کی دبی دبی سی چیخ نکلی۔۔۔

دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

اگلے ہی لمحے حیرت نے آلیا۔۔۔یہ کیا حرکت تھی۔۔۔اور کس کی حرکت تھی۔

وہ آنکھ سوراخ میں ہی ٹکی تھی۔ تیز تیز حرکت کرتی پتلی جیسے جلدی جلدی کوئی جائزہ لے رہی ہو۔ مہر نے چہرے پر ہاتھ رکھا، پھٹی آنکھوں سے دیکھے گئی اور پھر کچھ لمحوں بعد جھٹ سے وہ آنکھ دروازے کے سوراخ سے ہٹ گئی اور ایک سایہ سا دروازے سے دور بھاگ گیا۔

اس لمحے میں وحشت تھی۔

مہر بجلی کی سی تیزی سے اندر بھاگی تھی۔ اپنے پورشن میں آکر دم لیا۔ یوں جیسے وہ رُکی تو کوئی اسکی پشت پر اسے جالے گا۔ لاونج کا دروازہ اندر سے بند کیا۔

ایک دم ایک محفوظ سا احساس ہوا اور خوف جاتا رہا۔

دور کہیں آلارم کی دبی دبی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تھی جسے وہ بند کرنا بھول گئی تھی۔

تنفس بھاری تھا۔ ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی۔

چند لمحے خود کو پر سکون کرنے میں گزارے۔

کچھ دیر بعد ٹیرس میں آکر نیچے جھانکا، گھر کے سامنے سڑک خالی تھی، دروازے کے سامنے بھی جگہ خالی تھی۔

شاید وہ ایک شرارت تھی اور مہر چونکہ اکیلی تھی تو شاید اسکی حساسیات کچھ زیادہ ہی حساس ہو رہی ہونگی ورنہ وہ کوئی اتنی بڑی بات تھی نہیں۔

دن کی روشنی اب حق سے پھیل رہی تھی۔۔۔خوف اُس روشنی کے ساتھ ہی کہیں تحلیل ہو گیا۔

اور آفس کی تیاری میں وہ واقع مہر کے دماغ سے آہستہ آہستہ نکل گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آفس میں لنچ ٹائم تھا جب سارا مہر کے برابر آن بیٹھی۔

مہر کسی گم سم سے خیال سے جاگی۔سارا کی جانب دیکھ کر عادتاً مسکرائی جو کہ اسکی جاب کی اخلاقیات کا حصہ تھا۔

"مہر میں تمہیں کیا بتاوں جو ثانیہ کا فیانسی ہے۔۔اوہو،اوہو۔۔۔پورا شہزادہ ہے۔۔۔باہر سے بزنس کی ڈگری لے کر آیا ہے اور اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہا ہے،اور سب سے مزے کی بات۔۔وہ ثانیہ کا دور کا کزن ہے۔۔۔پتہ ہے جب میں نے اسکی تصویر دیکھی تو میں تو حیران ہی رہ گئی،ثانیہ تو اسکے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔"

مہر نے سامنے موجود پانی کا پورا گلاس اپنے حلق میں انڈیل لیا۔پھر گویا ہوئی۔

"اچھی بات ہے،ہر لڑکی چاہتی ہے کہ اسے ایک شہزادہ ملے۔اور پھر مردوں کو عورت کی ظاہری خوبصورتی سے کچھ خاص فرق نہیں پڑتا۔ثانیہ گروڈ ہے،ایجوکیٹڈ ہے۔ایک مرد کے لیے پرفیکٹ ہے۔"

مہر نے وہ کھوکھلے الفاظ نہایت توازن سے ایک مسکراہٹ کے ساتھ ادا کئے تھے۔

دوسرے انسانوں کے ساتھ اصلی اور بامعنی گفتگو کیسے کی جاتی ہے ایک عرصہ ہوا مہر بھول چکی تھی۔اب وہ بس بولتی تھی اور سنتی تھی۔جسے سارا گوسپ کہتی تھی۔

"مہر تم کب شادی کر رہی ہو؟" یہ موضوع ایک دم مہر کیسے بن گئی مہر ٹھٹکی۔ذرا گڑبڑائی۔۔۔پھر واپس خود کو کمپوز کیا۔ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"میں شادی مٹیریل نہیں ہوں۔ مجھ اکیلے رہنا زیادہ پسند ہے۔"

"ارے بھئی یہ تم کہاں رہ کر کہاں کی باتیں کر رہی ہو۔ نہایت ہی امیچور۔" سارا بھرے منہ سے بولی تھی۔ اور اس امر سے ناواقف کے اسکا یہ تنقیدی جملہ مہر کے کو کس قدر گراں گزر سکتا ہے۔

"سارا ہر عورت مرد کے لیے نہیں بنی ہوتی، کچھ عورتیں بس اپنی ہوتی، اپنی خود کی۔"

"نووو۔۔۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتی کہ میں اپنی زندگی کسی مرد کے بغیر گزاروں۔ ایک عورت اکیلی کیا کرے گی ساری عمر۔" سارا نے کہتے نوالہ نگلا۔

مہر ہنسی۔

"بلکل۔۔۔ اور فکر مت کرو تمہیں ایک جینٹل مین ملے گا۔"

"آمین، آمین، آمین۔۔" سارا نے جلدی سے کہا۔ گویا مہر کی بات کوئی اٹل پیشن گوئی ہو اور سارا ہر حال میں اسے اپنے حق میں پکڑ کر رکھنا چاہتی ہو۔

مہراب کے کھل کر ہنس دی۔ ہنستے ہوئے آنکھوں کے کنارے صاف کیئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شادی کے نام پر کسی دوسرے مکمل انسان کے ساتھ اپنی زندگی بانٹنا ایک سوہان روح تصور ہے، ناممکنات سا، جیسے کچھ بہت عزیز ہے جو مجھ سے بدلے میں چھین لیا جائے گا۔

پر کبھی کبھی۔۔۔

اپنے لاونج کی مدھم روشنی میں بیٹھ کر مہر ایک دھندلا سا تصور کرتی تھی۔

مہر کے فش باول میں دو مچھلیوں کا تصور۔

اور مہر کے صوفے پر دو اجسام کا تصور۔

پر وہ تصور قدرے دھندلا تھا، اس میں کوئی بھار نہیں تھا۔ کوئی اہمیت نہیں تھی۔

ابھی کچھ لمحے پہلے کچھ ہوا تھا، ایک وحی سی ایک اچانک سا احساس۔

(سارا ہر عورت مرد کے لیے نہیں بنی ہوتی، کچھ عورتیں بس اپنی ہوتی، اپنی خود کی۔) اس کے اپنے ہی الفاظ پلٹ کر اسکی جانب آئے تھے اور اب وہ خلاء میں اپنا ہی وجود تک رہی تھی۔

جیسے ایک وسیع کھیت ہو۔ تاحدِ نگاہ اور وہ ٹھنڈے جھونکوں کے درمیان ایک بنیرے پر اکیلی کھڑی ہو۔ دور کہیں کھیت کے اختتام پر ایک ایک آبادی ہو۔۔ لوگوں کی آبادی، پر ہو بہت دور ہے اور اسے کوئی انسان دیکھائی نہیں دیتا۔ پر اسکی نگاہ کسی کی منتظر بھی نہیں تھی۔

Clubb of Quality Content

کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے؟

کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ کسی کے منتظر نا ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ خود میں مکمل ہوں؟ اور خوش ہوں؟

ایک لمحہ تھا، گزر گیا۔

سارا کی اگلی بات پر اسکی سوچ بکھری۔

"اور اگر تمہیں کسی سے محبت ہو گئی تو؟"

مہر خاموش رہی، ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ مسلسل تھی۔

انسان عموماً یہیں مات کھاتے ہیں اور یہیں انکی لاجک جواب دے جاتی ہے۔

"سارا جب آپکی فرنٹل لوب ڈویلیپ ہو جاتی ہے نا تو اسکے بعد آپ کو محبتیں نہیں ہوتی۔ اور محبت کی وجہ سے شادی کون کرتا ہے۔ شادی کا تعلق پریکٹیکلیٹی سے ہے۔ محبت ایک الگ افسانوی جہاں ہے۔"

زماں نے ایک افسوس بھری نگاہ مہر پر ڈالی تھی۔ چچ۔ایک آہ بھری تھی۔۔۔مہر کی دنیا کے ان تمام کونوں کھدروں کو دیکھا جہاں کریدنے کے نشان تھے، جیسے کچھ کھرچ کھرچ کر صاف کر دیا گیا ہو۔۔۔نکال باہر پھینک دیا گیا ہو۔

زماں کا گھڑیال مہر النساء میر پر اکثر افسوس کی آہ بھرا کرتا تھا۔

"مہر تم نے کبھی محبت کی بھی ہے؟ آئی بیٹ تم نے کبھی نہیں کی۔" سارا کہتی ہنستی چلی گئی۔

مہر بھی ساتھ ہنستی گئی۔

مہر اپنا خالی لنچ باکس اٹھاتی اب اٹھ ہی رہی تھی جب کوئی عین اس کے سر پر آن کھڑا ہوا۔

"آپ کو ایچ آر آفس میں طلب کیا گیا ہے۔"

ساتھی کولیگ کی آواز پر وہ چونکی۔

مہر نے ایسا کیا کر دیا؟ "اوہ۔۔۔اوکے۔۔۔میں دیکھتی ہوں۔۔۔" وہ اچنبھے میں ایچ آر آفس آئی۔

"جی سر، آپ نے مجھے بلایا تھا۔"

سامنے بیٹھے ایچ آر آفیسر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر گویا ہوا۔

"مس مہر النساء، مجھے لگتا ہے آپ اپنے اطراف سے کچھ ضرورت سے زیادہ بے خبر ہیں۔"

ایچ آر کی بات پر مہر کی بھنویں ذرا اسکڑی تھیں۔ایک ناگوار سا احساس۔

"اگر آپ مجھے آسان الفاظ میں سمجھا سکیں تو۔۔۔میں پہیلیوں میں اچھی نہیں ہوں۔"پر وفیشنل لہجہ قائم رکھا۔

"دیکھیں مجھے اندازہ ہے کہ آپ جیسی تنہا خوبصورت خواتین کے ہزاروں عاشق ہونگے جنہیں آپ جیسی خواتین لفٹ نا کروانا اپنی جیت سمجھتی ہیں لیکن اگر وہ عاشق صرف آپ کی ذاتی زندگی تک رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔"

ایچ آر نے بولتے ہوئے لیپ ٹاپ کیا سکرین مہر کی جانب گھمائی۔

وہاں ایک کلپ چل رہا تھا جس میں مہر پارکنگ لاٹ کی لفٹ میں داخل ہوئی تھی اور پھر لفٹ بند ہونے کے بعد سامنے کوئی کھڑا تھا اور مسلسل اطراف میں دیکھ رہا تھا۔اور پھر ویسا ہی ایک اور کلپ تھا، اور پھر اور پھر۔۔۔ جیسے ہر روز کا ایک معمول ہو۔

مہر کی آنکھیں ہر گزرتے کلپ کے ساتھ پھیلتی جا رہی تھیں۔اس نے اسکرین پاز کی اور سر اٹھایا۔

"مجھے نہیں معلوم یہ شخص کون ہے۔اور آپکو کیوں لگا اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے۔آپ کو اگر کچھ غیر قانونی لگ رہا ہے تو آپ اسے اپنی طرح سے ڈیل کریں۔آپ مجھے انوالو کیوں کرنا چاہ رہے ہیں مجھے بلکل سمجھ نہیں آ رہی۔"

اب کے مہر کو یہ ساری بات قدرے ناگوار لگی تھی۔

"مس مہر صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ آپکا کوئی عاشق واشق ہے۔اب آپ اسے جانتی ہیں یا نہیں یہ تو آپکو معلوم ہو گا۔ہاں مگر ایک بات میں ضرور جانتا ہوں کہ آپ عورتوں کو نا جانے کونسی فینٹسیز ہوتی ہے۔یقین رکھئیے ان عاشقوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔سیدھا سیدھا ایک مرد پکڑیں شادی کریں اور عزت کی زندگی گزاریں۔یہ عاشق رکھنا عزت دار عورتوں کا شیوہ نہیں ہے۔"

مہر ایچ آر کی شکل دیکھے گئی۔وہ لاجواب تھی۔

"سر آپ کو جو بہتر لگے آپ کریں۔اگر مجھے اپنے ارد گرد کوئی غیر ضروری حرکات محسوس۔۔۔۔"وہ بول ہی رہی تھی جب ایک دم یاداشت میں کچھ ابھرا۔۔۔

ایک لمحے کو وہ خاموش ہوئی تھی۔۔۔

ایک سناٹا سا در آیا۔ آنکھیں پھیلی تھیں۔

اس کے دروازے سے جھانکتی وہ آنکھ۔۔۔۔ کیا وہ عجیب تھا؟

"تو۔۔تو میں۔۔ دیکھ لوں گی بہت شکریہ۔۔۔ آپ کی فکر کرنے کا شکریہ۔" کہتی مہر گم سم سی وہاں سے اٹھ گئی۔

آفس کے بعد گھر تک کا رستہ آج معمول سے مختلف کٹا تھا۔۔۔ آج اسکا دماغ پر سکون نہیں تھا۔۔۔ ایچ آر نے اسکے دماغ میں عجیب ہی فکر ڈال دی تھی۔ ایسی فکر جو اسے خود بھی نہیں پتا تھا کہ فکر ہے بھی یا نہیں۔

کسی روبوٹ کی طرح دروازہ کھولا اور مرے ہاتھوں سے بند کرتی، صحن عبور کرتی اندر آگئی۔

مائدہ کا پورشن لاک تھا۔

"اوہ" اسے ایک دم یاد آیا۔

مائدہ نے کہا تھا کہ عدیل بھی آج امی کی طرف ہی سیدھے آئیں گے اور پھر وہ دونوں رات ذرا دیر تک گھر آئیں گے۔

اپنے پورشن میں آکر مہر نے سامان رکھا، چینج کیا اور ڈنر تیار کرنے لگی۔ پاستے کا ایک باول بنایا اور لے کر اپنی اسٹڈی میز پر آکر بیٹھ گئی۔ سامنے لیپ ٹاپ پر اپنی پینڈنگ سیریز لگائی اور کھانے لگی۔

ساتھ پڑے فون پر بپ ہوئی تھی۔

اسکا نوالہ بیچ میں ہی رہ گیا۔

مہر نے ایک اچٹتی سی نگاہ روشن ہوئی اسکرین پر ڈالی، اگر وہ آفس کا میسج تھا تو اسے مکمل اگنور کرنے والی تھی۔۔

پر وہاں ایک ان ناون نمبر تھا۔ ساتھ میسج کا کچھ حصہ بھی ابھرا تھا۔

مہر کی بھنویں ذرا اسکڑیں۔ کانٹا باول میں واپس رکھا۔ فون اٹھایا اور میسج کھولا۔ مہر کی پتلیاں پھیلیں۔

"تمہارا دروازہ کھلا ہے۔ کچھ دھیان کرو۔ دیکھو کوئی اندر بھی آسکتا تھا۔"

مہر کی ریڑھ میں ایک سرد لہر دوڑی تھی۔ اسکے گردن کے بال کھڑے ہوئے۔

وہ فوراً اٹھی لاونج کا دروازہ پار کرتی، سیڑھیاں پھلانگتی صحن میں آئی اور مین ڈور چیک کیا اسکا لاک واقعی کھلا رہ گیا تھا۔ مہر نے بجلی کی سی تیزی سے اسے بند کیا۔۔۔۔

اتھل پتھل سانس کے ساتھ چہرہ ذرا نیچے کیا تو نظریں وہیں جم گئیں۔

وہاں گیٹ کے اندر صحن کے فرش پر بڑے بڑے مٹی سے اٹے جوتوں کے نشان تھے۔ وہ اندر کی جانب جا رہے تھے، نگاہ نے انکا پیچھا کیا، نشان سیڑھیوں کے دروازے پر جا کر واپس پلٹ آئے تھے۔ اور پھر گھر کے داخل گیٹ پر آکر ختم ہو گئے۔

کانوں میں ایک سنسنی دوڑی، تیز چلتی سنسناہٹ۔

وہ قدم اندر آئے تھے، اور واپس باہر جا چکے تھے۔

مہر نے اپنا سانس روک رکھا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے فون آن کیا، 15 پر کال ملانے لگی جب ایک اور میسیج موصول ہوا۔

۔

۔

کچھ لمحے سرکے

کانپتے ہاتھوں سے اسے کھولا۔

"فکر مت کرو، میں نے چیک کر لیا ہے، کوئی اندر نہیں آیا، تم محفوظ ہو۔آئندہ خیال رکھنا
"۔

فون اسکے ہاتھ سے چھوٹا زمین بوس ہو گیا۔

کچھ دیر وہ زمین پر اوندھا پڑا فون دیکھتی رہی۔اچانک آکسیجن کی کمی کا احساس ہوا تو ایک گہرا سانس لیا،اور سانس واپس بحال ہوا۔

فون اٹھایا،اور اب کے زیادہ ٹھوس ہاتھوں سے اسے تھاما، صحن میں موجود جوتوں کے نشان کی تصاویر اتاریں اور پھر فوراً اندر چلی گئی،لاونج کا دروازہ اچھے سے لاک کیا جالی کے آگے پردہ کیا اور اپنے کمرے میں جا کر دراوزہ اندر سے لاک کر لیا۔

دماغ بلکل خالی تھا۔

مہر نہیں جانتی تھی مہر کو کیا کرنا ہے۔

اپنے گرد بنایا گیا حفاظتی حصار جس پر مہر کو مکمل اعتماد تھا،اس میں یہ پہلی دراڑ تھی اور اس دراڑ سے ایک خوف کی ایک جڑ رینگتی اندر داخل ہوئی۔

"مہر النساء میر محفوظ نہیں ہے۔"

عورت محفوظ نہیں ہے یہ ایک امر ہے، ایک معمول ہے۔ ساری عورتیں اس بات کو اجتمائی طور پر قبول کر چکی ہیں، لیکن۔۔ مہر النساء میر محفوظ نہیں ہے۔۔۔ یہ ایک بہت ہی مخصوص امر تھا۔

مہر کے سینے میں کچھ بیٹھ رہا تھا۔۔۔

وہ بتانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر کسے۔۔۔ عموماً تو وہ اپنے مسئلے خود ہی حل کرتی تھی، لیکن اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو جس میں کسی مرد کا داخلہ لازمی ہو تو عدیل کی مدد لے لیتی۔۔ لیکن یہ۔۔۔ یہ بات وہ عدیل کو کیسے بتائے۔

کیا وہ سب سے پہلے مہر کی جاب اور آزادی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا؟

بلکہ نہیں۔۔۔ اس سے بھی پہلے وہ مائدہ کو طعنہ دے گا۔ وہ مائدہ کو قصوروار ٹھہرائے گا۔

مہر ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔

Clubb of Quality Content

مہر کے دماغ میں فوراً ماضی کا ایک واقع گزرا تھا جب عدیل نے مہر کو گھر پر خود سے پلمبر بلانے پر کچھ عجیب ساطعنہ دیا تھا۔عدیل ان مردوں میں سے تھا جنہیں آزاد عورتوں سے ایک چڑ سی تھی۔۔۔اور وہ یہ بات دبے دبے انداز میں مائدہ سے کئی دفعہ کہہ بھی چکا تھا۔

مہر دروازہ لاک کر کرے پردہ برابر کرتی اندر کمرے میں آگئی۔۔۔کمرے میں آکر دروازہ لاک کیا۔اس کے آگے کچھ سامان دھرا اور انتظار کرنے لگی۔

صبح کا انتظار۔

کیونکہ کہتے ہیں رات کے خوف اور سائے صبح کی روشنی سہار نہیں پاتے۔بس صبح ہو جائے اور وہ محفوظ ہو جائے گی۔

وقت یہ ہے کہ اب عورت اپنی حفاظت کے لیے روشنی کی جانب دیکھے گی۔عورت نے ناجانے بہت پہلے کہیں مرد کی حفاظت کا اعتبار کھو دیا تھا۔

باہر صحن میں رات اپنے آدھ کو پہنچ چکی تھی۔خاموشی نے اطراف سے آنکھیں موندھ رکھی تھیں۔

جب درخت کی ٹہنیوں میں ذرا ہلچل ہوئی اور دو بھاری بھر کم جوتے واپس صحن کی زمین پر اترے تھے۔

سیڑھیوں کی ہلکی جلتی روشنی میں مونڈھے مونڈھے قدم چڑھتا وہ وجود لاونج کے داخلی دروازے تک آیا۔

اسکی جالی پر اپنی دونوں ہتھیلیاں رکھیں۔

چند لمحے سرکے۔

اور پھر پورا چہرہ جالی کے ساتھ چپکا لیا۔

آنکھیں پھاڑے سامنے پڑے پردے سے اندر جھانکنا چاہا۔نگاہ میں صرف لاونج کی ہلکی سی جھلک آئی۔

جالی سے چپکے اُن ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ دوڑی۔

"آخرکار، مہرالنساء میر۔۔۔اتنے سالوں بعد۔۔۔تم مجھے مل ہی گئیں۔میں جانتا تھا تم آخر میں تمہارہ جاوگی۔

پر۔۔۔

پر تم اب زیادہ عرصہ اکیلی نہیں رہو گی، میں ہوں نا، میں تمہاری حفاظت کروں گا۔۔۔اب تم تنہا نہیں رہو گی۔"

اور نا جانے کتنی دیر وہ چہرہ وہیں چپکا رہنے والا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۳

مہر صبح آفس کے اوقات سے کچھ قبل ہی نکل گئی تھی، آفس سے پہلے وہ پولیس اسٹیشن آئی

۔عمارت کے سامنے کھڑے ناجانے کتنے ہی لمحے گزار دیئے۔

مہر نہیں جانتی تھی تھانے کیسے جایا جاتا ہے۔اسی فیصد پاکستانی عورتیں نہیں جانتی ہونگی کہ

تھانے کیسے جایا جاتا ہے

مہر گیٹ پر موجود چوکیدار کے پاس آئی۔

"سر یہاں مجھے کوئی شکایت درج کروانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟"

چوکیدار نے پہلے تو مہر کو دیکھا، پھر مہر کے کندھے کے اوپر سے مہر کے پیچھے دیکھا گویا کسی کو

تلاش رہا ہو۔

"بی بی آپ کے ساتھ کوئی مرد حضرات نہیں ہیں؟"

"نہیں میں خود ہی شکایت درج کروانے آئی ہوں۔" مہر کی بیس سالوں کی ڈگریاں نا جانے کس کھاتے میں جا گری تھیں اور اس کی آواز اختتام پر ذرا لڑکھڑائی تھی۔

"پر بی بی ایسے تو شکایت درج نہیں ہو گی۔۔۔"

"ایسے کیوں نہیں ہو گی۔۔۔ میرے پاس اپنا ذاتی شناختی کارڈ ہے، اپنے شہری حقوق ہیں۔"

مہر کیا کہنا چاہ رہی تھی اور کس سے کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔ گارڈ مہر کی شکل دیکھے گیا۔۔۔ پھر دور ٹوکن کاونٹر کی جناب اشارہ کیا۔

"دیکھ لیں بی بی اگر آپ کو ٹوکن مل جاتا ہے تو اندر چلی جایئے گا، میں نے بس جو معلومات تھیں آپ کو بتا دیں۔"

ٹوکن کیسے نا ملتا، مہر کوئی مجرم تھوڑی تھی۔۔۔۔ وہ ٹوکن لے کر ویٹنگ ایریا میں بیٹھ گئی جہاں فرنٹ ڈیسک پر اسے شکایت درج کروانے کا ایک فارم دیا گیا تھا۔

مہر نے واقعات کی تفصیلات ممکنہ حد تک ٹھیک لکھیں، اپنی معلومات درج کیں اور فارم واپس فرنٹ ڈیسک پر جمع کروایا۔

"میری شکایت پر کب ایکشن لیا جائے گا؟"

فرنٹ ڈیسک پر بیٹھے لڑکے نے ایک جانچتی نگاہ سے مہر کو دیکھا تھا۔۔۔

"کیا شکایت ہے آپکی؟ کوئی کتا بلی گم گیا ہے آپکا؟"

مہر ماتھے پر بل پڑے تھے۔"میری اسٹاکنگ کی کمپلین ہے۔ سمجھے۔۔ کیا میرا اور تمہارا کوئی مزاق ہے؟"

جواباً وہ ہنسا تھا۔۔۔ زیرِ لب بڑبڑایا۔۔۔"ایسا کہو کے عاشق پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔"

اب کے مہر دوبارہ منہ کھولتی، لڑکے نے ایک پرچہ مہر کی جانب بڑھا دیا۔

"آپکی شکایت ہریسمنٹ کمپلین ڈیسک کی جانب بھیج دی گئی ہے، یہ آپکا ٹوکن ہے، اپنی باری کا انتظار کریں، آپکو جلد اندر طلب کر لیا جائے گا۔۔۔

اس کی باری آئی تو اسے اندر کیبن میں بھیجا گیا جہاں اسے اپنی شکایت درج کروانی تھی۔ کیبن میں ایک عدد خاتون کانسٹیبل موجود تھیں۔

انھوں نے مہر کو بیٹھنے کا کہا اور اس سے اسکی شکایت کے متعلق سوال کیا۔ ساتھ ساتھ ہاتھ میں پکڑی مہر کی شکایت پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالنے لگی۔

Clubb of Quality Content

مہر نے اپنے ارد گرد ہوتے تمام واقعات کہہ ڈالے تھے، فون میں کھینچی تصاویر اور ٹیکسٹ میسج کانسٹیبل کے سامنے رکھے۔ جس پر کانسٹیبل کے چہرے پر ایک رنگ سا گزرا تھا۔ جو ایک اکتاہٹ میں بدل کر ٹھہر سا گیا۔

مہر خاموشی سے انھیں دیکھے گئی۔

پھر ایک دم بولی، نہیں بولنا چاہئے تھا، "کیا آپ کو لگتا ہے کہ مجھے وہم ہو رہا ہے؟ دراصل مجھے خود بھی نہیں معلوم یہ سب کیا ہے، میں نے آج تک ایسا کچھ فیس نہیں کیا۔"

اسکی گود میں دھرے ہاتھ بھیگ رہے تھے۔

"مس مہر، میری بات غور سے سنیں۔ یہ ایک اسٹاکنگ کیس ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں ایک شخص چاہئے جس کے خلاف ہم رپورٹ کھول سکیں۔"

"پر میں نہیں جانتی وہ کون ہے؟"

جواباً کانسٹیبل مہر کی شکل دیکھے گئی۔۔۔

"تو آپ کس کے خلاف شکایت درج کروانے آئی ہیں؟ کیا آپ یہاں ہم دونوں کا وقت ضائع کروانے آئی ہیں؟"

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

مہر کو سانپ سونگھا۔

کانسٹیبل نے ایک گہرہ سانس خارج کیا۔

"بی بی آپکے کیس کو ایک انفرادی اسٹالکنگ کیس کے طور پر کھولنے سے پہلے ہمیں کچھ ٹھوس ثبوتوں کی ضرورت ہے،"

اوہ تو وہ سب جو مہر نے بتایا وہ ٹھوس ثبوت نہیں تھا۔ایک ناگواریت سی مہر کی نظروں میں اتری تھی۔

"مجھے شک ہے کہ آپ اکیلی رہتی ہیں؟"

مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔کانسٹیبل کی نظر میں کچھ تھا جیسے اسکا کوئی شک صحیح ثابت ہو گیا ہو۔

"لیکن میرے نیچے والے پورشن میں میری بہن اور بہنوئی رہتے ہیں۔"

"کوشش کریں کے ابھی آپ اپنے گھر میں رہیں،اپنی فیملی کے ساتھ۔۔بی بی یہ اکیلے رہنے کا بھوت کوشش کریں اپنے سر سے اتار دیں۔۔۔جان کی حفاظت زیادہ ضروری ہوتی جب آپکو

Clubb of Quality Content

آپ کی فیملی ایک قدرتی محفوظ جگہ کے طور پر دی گئی ہے تو پھر یہ اکیلے رہے والے ڈرامے

کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

مہر لاجواب سی کانسٹیبل کو دیکھے گئی جس نے بات مکمل کر کے مہر کی شکایت کے فارم کو ایک

طرف کر دیا تھا۔

مہر اسٹشن سے باہر آگئی۔

ایک مصروف صبح کی بھیڑ چال سڑکوں پر رواں تھی۔

اسٹیشن کی عمارت کے باہر، مصروف بھاگتی دنیا میں وہ اپنا بیگ کا سٹرپ سختی سے پکڑے

دوسرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اسی ہاتھ کا انگوٹھا چھیلتی خاموش کھڑی تھی۔

یہ زندگی میں پہلی دفعہ تھا جب اس نے اپنی تنہائی ایک الگ انداز میں محسوس کی تھی۔ جیسے وہ

بہت چھوٹی ہے۔ جیسے وہ بہت کمزور ہے۔ اور یہ کسی تذلیل کے مترادف تھا۔

شاید کوئی کمی رہ گئی تھی، اسے دھیان رکھنا چاہئے اسے اپنے گرد سیکیورٹی کا خیال رکھنا چاہئے

۔

"بی بی یہاں کھڑے نہیں رہ سکتے وہاں جا کر بیٹھ جاو۔" پیچھے بیٹھے گارڈ نے اسے پیچ گیٹ سے ہٹ کر دور دیوار کے ساتھ نصب نشستوں پر بیٹھنے کہا تھا۔

مہر فوراً وہاں سے ہٹ گئی۔

نگاہ سڑک پر دوڑتی گاڑیوں میں سے ایک عدد آٹو کی تلاش میں تھی۔

گاڑیوں کے شور میں اچانک کچھ مانوس سی آوزیں اسکی سماعت سے ٹکرانے لگیں۔ماضی کی مانوس آوازیں۔

"تمہیں پتا ہے مہر النساء، تم بہت مغرور ہو۔ایک عورت پر اتنا غرور۔۔۔ایسا نہیں ہے کہ جچتتا نہیں ہے، لیکن ایک تنہا عورت اتنا غرور لے کر کہاں جائے گی۔ تمہیں کیوں لگتا ہے کہ تم اکیلی یہ دنیا جیت سکتی ہو۔اپنے دم پر۔"

"مہر تمہیں تنہائی سے خوف نہیں آتا، تمہیں خوف نہیں آتا کہ تم سب کو پیچھے چھوڑ دو گی؟"

مہر چہرہ جھکائے سڑک کی پتھریلی سطح دیکھ رہی تھی، سارا آس پاس کا شور خاموش تھا، سماعت میں ایک مدھم سی گنگناہٹ تھی۔ جو کہ اس کھلے تاحد نگاہ پھیلے کھیت میں بیٹھی مہر گنگنا رہی تھی۔

یہ تنقیدی جملے جنہیں وہ ہمیشہ ہنس کر ہوا میں اڑا دیتی تھی یہ یوں ایک دم سے اسکی یاداشت کے پردے پر نمودار کیوں پر رہے تھے۔اور وہ طعنے اسے پہلی دفعہ طعنے کیوں لگ رہے تھے۔

کھیت میں بیٹھی اس لڑکی کی گنگناہٹ کمزور پڑ رہی تھی۔

ایک آٹو اسے کھڑا پا کر اس کے نزدیک آن رکا۔

"جی باجی کہاں جانا ہے۔"

مہر جاگی تھی،"اوہ۔۔وہ ہاں۔۔"اپنی کمپنی کا پتا بتایا اور رکشے میں بیٹھ گئی۔

شور لوٹ آیا تھا۔لمحے بھر کو اُمڈا وہ احساس واپس تحلیل ہو چکا تھا۔

رکشہ باقی کی بھیڑ میں جا ملا۔

اور دنیا جاری رہی۔

جیسا کہ اسکا دستور ہے۔

عین جہاں وہ کھڑی تھی اس سے کچھ پیچھے جایا جائے،اتنا فاصلہ کہ اسٹیشن کی عمارت کا داخلی گیٹ آجائے جو کہ ریسپشن پر کھلتا تھا۔۔

Clubb of Quality Content

گیٹ کی چوکھٹ سے کندھے کی ٹیک لگائے، ایس ایچ او کی وردی میں ملبوس، بازو سینے پر باندھ رکھے تھے یوں کے ایک ہاتھ میں کیپ پکڑی تھی۔

وہاں وہ کھڑا وجود، اب اس خالی جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے مہر موجود تھی۔

"ایس ایچ او صاحب آپ ابھی تک یہاں کیوں کھڑے ہیں اندر آپکے استقبال کے لیے میٹنگ تیار کی گئی ہے، بریفنگ کا آغاز کرنے کے لیے آپکا انتظار ہے،" جونیر کانسٹیبل جو کہ اسے ڈھونڈتا باہر آیا تھا، داخلی ایریا میں کھڑا پا کر بولا۔

ایس ایچ او نے ٹیک چھوڑی، ہاتھ میں پکڑی کیپ سیدھی کر کے سر پر جماتا بولا۔

"پتا ہے ناصر کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ اگر آپکو کسی کو معاف کرنا ہو، سمجھنا ہو، چاہنا ہو تو ایک لمبے عرصے تک آپ اس شخص کی پشت دیکھتے رہو، انکی جھکی پشت سے جھلکتی تنہائی آپکو اور کچھ نہیں تو کم از کم ایک بات ضرور باور کروا دے گی۔"

ناصر کی جانب مڑا۔۔۔

"کہ وہ تنہا ہیں۔"

ناصر ایس ایچ او کی بات تو نا سمجھ پایا لیکن ایس ایچ او کو اسکا نام پتا ہے اس بات پر حیرت سے اسکا منہ کھلا کا کھلا، رہ گیا، سو وہ بس اثبات میں سر ہلا سکا۔

"کیا آپ اس باجی کی بات کر رہے ہیں جو ابھی وہاں اکیلی کھڑی تھیں؟ آپ انھیں جانتے ہیں ؟"

"سارے تنہا لوگوں کے سائے ایک سے ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ میں انھیں ذاتی طور پر جانتا بھی ہوں۔"

کہتا وہ ناصر کو اندر آنے کا اشارہ کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

سینٹرل ڈسٹرکٹ اسٹیشن میں نیا ایس ایچ او آلاٹ ہوا تھا۔

ایس ایچ او۔۔۔ تیمور عالم۔۔۔۔

تھانے جانے کے بعد سے آج تیسرا دن تھا اور اس دن کے بعد سے ساری راتیں پر سکون گئی تھیں۔ کچھ انہونا نہیں ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

مہر کو لگا ہی تھا کہ یہ سب اتنا سنجیدہ نہیں ہے۔ بھلا کسی کو مہر کی ذات میں کیا ہی دلچسپی ہو سکتی ہے۔

سوسائٹی کے سامنے اتر کر مہر نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالا اور اپنے گھر کی جانب چل دی۔

ویسے بھی مائدہ اور عدیل گھر آ چکے تھے۔

چلتے چلتے اچانک ایک احساس جاگا۔

کوئی اسکا پیچھا کر رہا تھا۔

مہر نے فوراً مڑ کر دیکھا۔۔۔ سڑک خالی تھی۔

وہم مان کر یہ خیال جھٹک اور واپس چلنے لگی، اور اگلے چند لمحوں میں پھر کوئی اسکا پیچھا کر رہا تھا۔ اب کہ وہ رُکی نہیں چلتی رہی، اس کی پشت پر موجود وہ سایا قدمیں بڑھ رہا تھا وہ محسوس کر سکتی تھی، اس کی موجودگی کا احساس قریب آتا جا رہا تھا۔ مہر نے سانس روک ایک ہاتھ سے بیگ کی اسٹریپ بھینچی اور دوسرے سے بیگ میں موجود پیپر اسپرے ہاتھ میں پکڑی۔

اس سے پہلے کے قدم بھی رفتار پکڑتے۔

"سانس اور چال متوازن رکھو۔"

آواز اسکی پہلو سے آئی تھی۔ وہ فوراً پلٹی۔ اور سامنے والے پر اسپرے کھول دیا۔ اسکی چیخ نہیں نکل پائی تھی اور آنکھیں بھینچ رکھی تھیں۔ قدم لڑکھڑ ئے تھے۔۔۔

چند لمحے سر کے۔

"گڈ جاب۔" سامنے سے جواب آیا۔

مہر نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔

"اب بس کرنا یہ ہے کہ اگر محسوس ہو کوئی تمہارا پیچھا کر رہا ہے تو دائرے میں چلنے لگو اور اگر دو تین چکر پر بھی وہ پیچھا نا چھوڑے تو پھر سمجھ جاو وہ تعاقب کار ہے اور بلکل یوں ہی کچھ خطرناک سا اسکی جانب پھینک دو، تعاقب کاران اچانک کے حملوں کے لیے تیار نہیں ہوتے ۔وہ فوراً کمزور پڑ جاتے ہیں۔"

مہر آنکھیں پھاڑے اس ہدایات دیتے شخص کو دیکھے گئی جو چہرہ رومال سے ڈھانپے، یوں کے اسکی آنکھیں بھی ڈھکی ہوئی تھی، ضرور مرچوں سے بچنے کے لیے۔ وہ چھ فٹ سے نکلتا ایتھلیٹک سڈول وجود جس پر سیاہ مکمل آستینوں کی کمپریشن شرٹ اور نیچے کارگو پہن رکھا تھا۔ حلیے سے معلوم ہوتا تھا کہ یا تو وہ شخص جم سے آرہا ہے یا جم جا رہا ہے۔

"اور میں کیسے مان لوں کے تم اسٹاکر نہیں ہو؟"

مہر نے جیسے کچھ یاد آنے پر فوراً اسپرے دوبارہ سامنے والے پر تان لی۔دو قدم پیچھے ہوئی۔

سامنے والے نے رومال ہٹایا، چہرہ عیاں ہوا۔

اور وہ ایک لمحہ تھا۔

اور تو بہت سارا کچھ ایک ساتھ آیا اور گیا تھا لیکن۔۔۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ماضی کا ایک پرندہ کہیں سے اڑتا بھٹکتا آپ کے حال کی کھڑکی میں آن بیٹھتا ہے۔

"تیمو۔۔۔" وہ کہنے والی تھی کہ

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ پھر مخاتب ہوا تھا۔۔ "میں ایس ایچ او تیمور عالم، ڈریں مت، آپ محفوظ ہیں۔"

کچھ چھنا کے سے ٹوٹا تھا۔

مہر کے چہرے پر ایک ساتھ کئی رنگ آئے اور گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ جانتی تھی کہ وقت کے زیرِ اثر چہرے بدل جاتے ہیں، پر کیا اسکا چہرہ اتنا بدل گیا تھا کہ وہ پہچان نہیں پایا۔

تیمور عالم، مہر النساء میر کو پہچان نہیں پایا۔

مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔ اپنے تاثرات ٹھیک کیئے، اسپرے بیگ میں واپس ڈالی۔۔

سامنے موجود شخص کے چہرے کے اعصاب نرم پڑے تھے۔ تنی نظر ڈھل سی گئی۔

وہ مہر کی جانب دیکھے گیا۔

مہر کے چہرے پر ایک مسکینیت تھی جو نا جانے کہاں سے اتر آئی تھی۔

ایک طویل خاموشی

اور پھر ایک گہرہ سانس۔۔۔

"شٹ۔۔۔۔" بلکل بدلے انداز میں بولا تھا۔

مہر نے اس اچانک لفظ پر سر اٹھایا لیکن اس سے پہلے کے وہ سامنے والے کے چہرے کا تاثر دیکھتی۔

سامنے والا وہیں اپنے پورے قد اور وجود کے ساتھ پنجوں کے بل بیٹھ گیا، ایک ہاتھ ہوا میں کھڑا تھا اور دوسرا بازو چہرے کے گرد لپیٹ لیا۔

ماضی کے اس پرندے کی پشت پر ایک پوراٹائم پورٹل کھلا تھا۔اور بے ارادی طور پر سارے اطراف نے ایک ساتھ اس پورٹل میں چھلانگ لگادی۔

\-----------------------

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۴

وہ پنجوں کے بل بیٹھا شخص واپس اٹھ کھڑا ہوا، اور ہاتھ میں پکڑی کنفیٹی پورے اسٹیج پر بکھیر دی، اور سامنے تماشائی پھر کسی نئے لطیفے سے محظوظ ہوتے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوئے تھے۔

اٹھارہ سالہ مہر کا یونی میں پہلا سیمسٹر تھا۔

اس نے آتے ہی وہاں ایک دو لوگوں سے جان پہچان بنا لی تھی جو کہ اس کے کام آسکتے تھے۔

اس سے زیادہ ایک انسان دوسرے انسان کے لیے اور کیا ہی ہے۔

ایک ریسورس

ایک بیک آپ پلین

صالح بھی انھیں میں سے ایک تھی۔ جو کہ پورا دن اس کے ساتھ لٹکی رہتی تھی۔ مہر نہیں جانتی کہ صالح کو ایسا کیا دیکھتا تھا مہر میں اور وہ کیوں سمجھتی تھی کہ مہر اسکی دوست ہے،

حالانکہ مہر نے کبھی لفٹ کے آغاز پر اس کے انتظار نہیں کیا تھا اور نا ہی کلاس کے بعد اس کے اٹھ جانے کا انتظار کرتی تھی۔ادھر کلاس ختم ادھر وہ خاموشی سے باہر آجاتی تھی۔

آج مہر صرف ایک چھوٹی سی اسائمنٹ کی وجہ سے یونی آئی تھی اور صالح نے اسے جا پکڑا اور پھر زبردستی لاکھ منع کرنے کے باوجود اسے اپنے ساتھ آڈیٹوریم میں ہوتی ویلکم پارٹی میں لے گئی جو کہ سینئرز نے جونیئرز کے لیے ارینج کی تھی۔

"وہ تیمور ہے۔

یہاں سب اسے ٹی اے بولتے ہیں، وہ ایونٹ سوسائٹی کا ہیڈ بھی ہے "

صالح اسکے کان میں چلائی تھی، پہلے سیمسٹر کے اختتام پر سینئرز کی جانب سے میوزک نائٹ رکھی گئی تھی، جو کہ میوزک نائٹ کم اور کامیڈی نائٹ زیادہ تھی، ہر دومنٹ کے بعد وہ ایک شخص اسٹیج پر موجود ہوتا تھا اور سارا مجمع ہنسی میں لوٹ پوٹ۔ابھی وہ واپس اسٹیج کی زمین پر سے کنفیٹی اکٹھی کر رہا تھا۔

مہر کو وہ اوور لگا تھا۔سو اس نے صالح کی بات سے ہرگز اکتفا نا کیا۔

ایونٹ ختم ہوا تو مہر صالح سے پہلے ہی وہاں سے اٹھ گئی۔

اسکی دلچسپی ختم ہو چکی تھی، اور اب وہ گھر کے لیے نکلنا چاہتی تھی۔ یونی کی بیسمینٹ میں آکر صالح کو ایک میسج ڈارپ کر دیا اور فون بند کر کے بیگ میں گرا دیا۔

بیسمنٹ خالی تھی، خالی ہی ہونی تھی کیونکہ اس وقت سب پارٹی کے عروج کا حصہ تھے، سب مگن تھے۔

مہر اپنے دھیان چل رہی تھی جب اچانک اسے اپنی چال سے ملتی کسی کی چال محسوس ہوئی تھی۔

وہ رُکی

پلٹی

وہاں کوئی نہیں تھا۔

ایک سنسنی سی اسکے وجود میں دوڑی۔ خیال جھٹکنا چاہا لیکن وہاں کی خاموشی اور خلاء نے اس کے خوف کو مزید بڑھاوادے دیا۔ وہ تقریباً بھاگنے کے انداز مین باہر کی جانب چل دی

تب ہی کوئی اسکی پشت پر ایک بھاری بھر کم ٹھڈ کی آواز کے ساتھ زمیں بوس ہوا تھا۔

"یار اکبر باز آجا، فرسٹ ایر کی لڑکیوں کو اسٹالک کرنے کی یہ گندی عادت نہیں جائے گی نا"

مہر آواز پر پلٹی۔

سامنے کا منظر عجیب تھا۔

ایک وجود منہ کے بل زمین بوس تھا اور دوسرا اسکے بال پکڑے اس کی کمر پر مکمل اطمینان سے بیٹھا تھا۔

وہ تیمور تھا۔ جسکا مہر کی دوست نے ذکر کیا تھا۔

مہر کو ایک خوف سا آیا، جیسے اس نے کچھ غلط دیکھ لیا ہے، جیسے اسے اس سب کا گواہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اور اگلا احساس اس سے بھی زیادہ ہولناک تھا۔

تیمور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ سوالیہ انداز میں۔

مہر ٹھٹکی، یوں اچانک وہاں سے چلے جانا عجیب لگا۔

"نہیں دراصل کچھ سر اہی تالیاں تو ڈیزروو کرتا ہوں۔"

اوہ تو وہ داد کا خواہاں تھا۔

مہر نے بے ساختہ تالی بجادی، پر اگلے ہی لمحے شرمندگی کی بھری بالٹی اسکے سر پر انڈیلی گئی۔

یہ وہ کیا کر رہی ہے۔

تالی کو ہاتھ جھاڑنے کا انداز دیا اور مڑتی وہاں سے نکل گئی۔

تیمور کی نظر نے بیسمنٹ کے اختتام تک اسکا پیچھا کیا تھا۔

پھر کسی معمول کی طرح اکبر کو چھوڑتا اٹھا اپنے ہاتھ جھاڑے۔۔۔"آخ۔۔۔کس قدر تیل لگاتے ہو تم سر میں، منحوس انسان۔" واپس اس آدھ موے پڑے وجود کی شرٹ سے ہی ہاتھ صاف کیئے اور پھر واپس ہال کی جانب چل دیا جہاں پارٹی ابھی بھی جاری تھی، اور اس کی وہاں موجودگی تو قدرے ضروری تھی۔

"اکبر فرسٹ ائر کی لڑکی اسٹاک کرتے ہوئے ایکسپوز۔" ایک خبر تھی جو کہ یونی کے فارم پر آج صبح سے چل رہی تھی۔

صالح نے مہر کو بھی وہ خبر دیکھائی۔

"یار شکل سے تو قدرے سوبر معلوم ہوتا ہے، لیکن حرکتیں۔۔ای ی یووو۔۔" صالح نے ناک چڑائی تھی۔

مہر کو اسٹوڈنٹ کانسل آفس میں طلب کیا گیا تھا۔

مہرا ایک کوفت کے ساتھ وہاں آئی تھی۔آفس کا دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر عجیب

تھا۔اسٹوڈنٹ کانسل کا آفس دراصل ایک کونے میں خیرات کے نام پر دیا گیا ایک چھوٹا سا

کمرہ تھا، ہاں پر وہاں AC اور PC کی سہولت موجود تھی۔ایک طرف لگی الماری میں

کاغذات اور فائلز کے جا بجا ڈھیر تھے۔جو دکھنے میں ردی معلوم ہوتی تھی۔

سامنے صوفے پر آڑے ترچھے پڑے دو وجود ہاتھوں میں پکڑے کنسولز پر گیمز کھیلنے میں

مصروف تھے ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا، قریب ایک ڈیسک پر موجود ایک لڑکا کمپیوٹر کے

سامنے بیٹھا اس میں مصروف سا کی بورڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔

تب ہی آفس سے منسلک باتھ روم کا دروازہ کھلا اور چوتھا وجود باہر آیا۔

"یار میں نے ابھی دو دن پہلے یہاں ہینڈ واش رکھا تھا نا تم لوگ ہینڈ واش سے ہاتھ دھوتے ہو

یا اسے کھاتے ہوں؟ تنگ آگیا ہوں میں تم لوگوں کی فضول خرچیوں سے۔"

پھر مہر کو دیکھ کر خاموش ہوا، اپنی عینک درست کی اور بنا الفاظ کے سوالیہ انداز میں مہر کی

جانب دیکھا۔

اس سے پہلے کے مہر اپنا منہ کھولتی اسے اپنی پشت پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے تیمور آ گئے؟" کنسول پر موجود لڑکی چلائی، اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔ "یہ پکڑو یہ راونڈ جتواو میں ابھی اپنی اٹینڈینس لگوا کر آتی ہوں۔۔۔ ہارے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

کہتی وہ اپنا جوتا اڑستی وہاں سے بھاگی اور مہر کے برابر سے نکلتی مہر کے پیچھے موجود شخص کو کنسول پکڑاتی وہاں سے بھاگ گئی۔

مہر مڑی تھی اس کے پیچھے موجود شخص اب اسکے عین سامنے اسکے چہرے پر تھا۔۔۔

"اوہ سوری۔۔۔" وہ لڑکھڑاتی دو قدم پیچھے ہوئی۔

تیمور جو بھاگ کر گئی لڑکی کو ابھی کچھ سنا ہی دینے والا تھا مہر کی شکل دیکھ کر ٹھٹکا۔

"آپ کو کوئی مدد چاہیے؟" گویا ہوا

"مجھے یہاں آنے کا کہا گیا تھا۔"

تیمور نے مہر کے سر کے اوپر سے اندر جھانکا۔۔۔ کمپیوٹر کے سامنے موجود وجود کو آواز لگائی۔

"ادیب تم نے بلایا ہے انھیں؟"

وہ جیسے جاگا، سر اٹھا کر مہر اور تیموور کی جانب دیکھا۔۔۔ "ہاں مجھے ان کا اکبر والے واقع سے متعلق بیان ریکارڈ کرنا تھا، میرے اگلے آرٹیکل کے لیے۔"

تم سے کس نے کہا اتنی گہری چھان بین کرنے کو، یونی ورسٹی والے کیا پیسے دیتے ہیں تمہیں اس صحافت کے ؟" تیمور ذرا غصے سے بولا تھا۔

مہر اسکی اونچی آواز پر ذرا ٹھٹکی تھی۔ پھر خود ہی اندر داخل ہو گئی۔

ادیب نے اسے اپنے برابر موجود کرسی پر آکر بیٹھنے کا کہا۔

تیمور نے ایک کوفت سے اسے دیکھا تھا۔ پھر ہاتھ میں پکڑے کنسول سمیت صوفے پر ڈھ گیا۔ مہر نے ایک اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی تھی، وہ اسکی کوفت کی وجہ نہیں سمجھ پائی تھی۔

تیمور کنسول لے کر لڑکی کی چھوڑی گئی گیم واپس شروع کر چکا تھا۔ اور باقی دونوں لڑکوں کے ساتھ باتوں میں مصروف تحا، وہ تینوں ہی سخت نالائق لگ رہے تھے، صرف چو تھا ادیب تھا جو کہ کچھ پروفیشنل معلوم ہوتا تھا۔

" by the way let me introduce ourselves"

ادیب نے بات کے آغاز سے پہلے اس تعارف کو ضروری سمجھے۔

"میں ادیب حسن، یونیورسٹی کے اندرونی میگزین کا اڈیٹر اور ساتھ ساتھ پارٹ ٹائم جرنلسٹ۔"

"اسٹوڈنٹ کانسل کے نام سے یہ کلب صرف کاغذات میں ہے تاکہ ہماری رپورٹ پر کچھ مزید اسٹارز لگ سکیں، ویسے بس یہاں کام کا بندہ میں ہی ہوں، اس کے علاوہ تیمور اور ثمن ایونٹس ارینج کروانے کے ہیڈ ہیں اور یہ باقی دونوں نمونے۔۔۔" ادیب نے ایک گہرہ سانس خارج کیا۔

"ان کے گھر اے سی نہیں ہے اس لیے یہ یہاں پائے جاتے ہیں۔"

مہر ادیب کو کوفت سے دیکھے گئی۔ وہ ایک غیر ضروری تعارف تھا، اس کا دل اچاٹ ہو رہا تھا۔ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ پر پھر اپنا کام پہلے مکمل کیا اور ادیب کے عجیب و غریب سوالوں کے مکمل جواب دئے۔۔۔ شاید سارے صحافی ایسے ہی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ یہ اسکا پہلا تجربہ تھا۔

اپنا کام مکمل کر کے وہ باہر آ گئی۔

تیمور بھی اپنا بیگ اٹھاتا مہر کے پیچھے باہر نکل آیا۔

Clubb of Quality Content

مہر اپنے دھیان اپنی کلاس کے فلور پر جانے کے لیے لفٹ کی جانب جا رہی تھی لیکن اس نے محسوس کیا تھا۔۔۔ جیسے تیمور ایک مخصوص فاصلہ رکھے اس کے پیچھے پیچھے ہی آ رہا تھا حتی کہ وہ لفٹ تک آ گئی اور تیمور سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

مہر نے دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر جاتے تیور کی پشت دیکھی تھی، ایک عام یونی کے دن پر بھی وہ جینز اور سفید شرٹ پر گہری میرون چیک والی کھلی شرٹ میں ملبوس تھا جس کے بٹن سامنے سے کھلے تھے، غضب یہ کہ وہ nerd بھی نہیں لگ رہا تھا۔

وہاں مہر نے قریب کھڑی لڑیوں میں چہ مگوئیاں ہوئی تھیں۔

" he is so hot yaaarrrr"

"i know rriigghhttt."

مہر کے حلق میں ایک کڑواہٹ سی گھلی، فوراً چہرہ جھٹکا اور لفٹ میں داخل ہو گئی۔

وہ جو بھی احساس تھا، مہر نے اسے مکمل لپیٹ کر ایک جانب ٹھونس دیا۔ جیسا کے وہ اپنے تمام احساسات کے ساتھ کرتی تھی۔

Clubb of Quality Content

ہاں ٹھیک ہے، وہ اسکا saviour تھا۔۔۔بس شاید اسی لیے اسکے دل میں تیمور کے لیے کوئی نرم کونہ ابھرا ہو گا، لیکن یوں لڑکیوں کی توجہ کا مرکز بنا دیکھ کر دل واپس اچاٹ سا ہو گیا۔

یونی دو دن بعد واپس معمول پر آئی تھی۔

لیکچر مکمل کر کے مہر کلاس سے باہر آئی اور کوریڈور سے ہوتی واپس لفٹ کی جانب جا رہی تھی جب کوریڈور کے درمیان سے نکل کر جاتی سیڑھیوں کے سامنے ٹھٹکی وہ سیڑیاں نیچے مین ہال کی طرف جاتی تھیں۔سیڑھیوں پر ایک جمِ غفیر سا تھا۔

اگلے ہی لمحے اسکا دل ایک دم ڈوبا، اسے لڑائی کی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی زمین پر گتھم گتھا ہو۔۔۔مہر نے اس سے پہلے کبھی کوئی لڑائی فیس ٹو فیس نہیں دیکھی تھی۔

ذرا آگے ہو کر مہر نے ریلنگ سے نیچے جھانکا وہاں دو وجود ایک دوسرے کے کالر پکڑے ہوئے ایک دوسرے کے چہروں پر چلا رہے تھے۔

بال اور کپڑے بے حال تھے۔

مہر کی جائزہ لیتی نظر ٹھہری۔

وہ تیمور تھا اور دوسرا اکبر۔۔۔

وہ وہ دونوں چہرے بہت اچھے سے پہچانتی تھی۔

ایک انجانے احساس تلے مہر سیڑھیوں سے نیچے آئی۔۔۔ چلتی عین دونوں گتھم گتھا وجود کے نزدیک آکر رکی۔۔

وہ دونوں بھی ٹھٹکے تھے۔

اکبر مسکرایا۔

"سی مہر مجھے پتا ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، میں نے سب کو ہماری چیٹس دیکھائی ہیں ۔سب جانتے ہیں کہ ہم اچھے دوست ہیں، تم اس کو بھی کیوں نہیں بتاتی۔" تیمور کی جانب اشارہ کیا۔

تیمور اسکا چاچا لگتا تھا جو وہ اسے بتاتی؟

مہر ایک قدم آگے بڑھی اور کھینچ کر ایک تھپڑ اکبر کے چہرے پر جڑ دیا۔

"کیا تمہیں ذرا سی بھی شرم ہے، بجائے اس کے کہ تم اپنی حرکت کا ازالہ کرو تم ہٹ دھرمی پر اتر رہے ہو۔ کیا تم نے باونڈریز کے بارے میں سن رکھا ہے یا نہیں؟"

"باونڈریز کا پتا ہوتا تو اسٹاکنگ کیوں کرتا۔"

تیمور عین مہر کے لہجے سے لہجہ ملاتا بولا تھا۔

کیا یہ دخل اندازی ضروری تھی؟

تب ہی مہر کی نگاہ اکبر کے پیروں میں بکھرے پمفلیٹس پر پڑی۔۔۔

مہر کا بولتا منہ بند ہوا۔ایک دم اسے احساس ہوا۔۔۔کہ وہ سو لوگوں کی نظروں کے عین درمیان کھڑی تھی۔

ڈین اور نتظامیہ آچکے تھے۔۔۔اور اکبر کو وہاں سے لے گئے۔

مہر نے ایک پمفلٹ اٹھایا۔اکبر نے وہ پمفلٹ اپنے حق میں بنائے تھے،خود کو بے قصور ثابت کرنے کے لیے،ایک دم ایک احساس جاگا۔وہ صبح سے دو تین دفعہ یہ پمفلیٹس دیواروں پر لگے دیکھ چکی تھی۔پر اس نے بلکل توجہ نہیں دی۔

لوگوں کا ہجوم وہاں سے چھٹنے لگا۔

مہر نے کسی تپش کے ساتھ زمین سے وہ پمفلٹ اکٹھے کیے جنہیں وہ ڈسپوز کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

مڑی تو تیمور وہیں اسکے سر پر کھڑا ہونکوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے باقی جگہوں سے یہ پمفلیٹس ہٹوا دیئے ہیں۔بس یہی باقی ہیں۔" اوہ تو وہ واقعی اپنی ذمہ داری جانتا تھا۔

مہر کی آنکھ پھڑکی، دانت پیسے۔۔۔دل تو تھا کہ ایک مکا اس گدھے کے گال پر بھی جڑ دیتی پر پھر قابو کر گئی

آنکھوں میں ایک تری سی آئی تھی۔

چہرہ جھکاتی وہ تیمور برابر سے ہوتی وہاں سے نکل گئی۔

"حد ہے۔"

تیمور نے مہر کی دور جاتی بڑبڑاہٹ سنی تھی۔

مڑ کر اسے دیکھا تھا، جب تک کہ وہ اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔۔۔

تیمور کو وہ لڑکی عجیب لگی تھی۔آخر اسے دوسری لڑکیوں کی طرح توجہ یا ہمدردی کیوں نہیں چاہئے۔اسے کیوں لگتا ہے کہ وہ سب اکیلے سنبھال سکتی ہے۔وہ ایک اوسط درجے کی سوچ تھی جو کہ مہر کو جاننے والا کوئی بھی شخص بہت آسانی سے کر سکتا تھا۔

پھر کچھ سمجھ نہیں آئی تو زمین پر پڑے باقی پمفلٹس اٹھانے لگا۔

"میں نے خود مہر کو اکبر کے ساتھ بات چیت کرتے دیکھا ہے، ایک دفعہ تو وہ یہاں اسے لائبریری میں ٹیوشن دے رہی تھی اور ایک دفعہ وہاں دونوں باتیں کرتے ایک ساتھ لفٹ سے باہر آئے تھے، اور ان دونوں دفعہ میں وہ بالکل سیٹ تھی ہنس بول رہی تھی۔ تو پھر بھلا اک دم سے اکبر اس کا اسٹاکر کیسے ہو گیا. مجھے تو لگتا ہے مہر نے اس کے ساتھ غلط کیا ہے۔"

لائبریری میں ان لڑکیوں سے کچھ فاصلے پر موجود مہر انکی باتیں صاف سن سکتی تھی۔

"پتا ہے میں نے اکبر کی طرف کی کہانی بھی سنی تھی۔ اس نے خود کہا ہے کہ وہ مہر کا بہت اچھا دوست ہے اور مہر بھی اسے بہت اچھا دوست سمجھتی ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے ان کے درمیان کوئی مس انڈر اسٹینڈ نگ ہوئی ہے۔"

پر وہ خاموشی سے ہتھیلی پر گال ٹکائے انکی گوسپ سنتی رہی۔۔۔ اور تب ہی کوئی پوری لائبریری چھوڑ کر عین اسکے سامنے ان کھڑا ہوا تھا اور پھر دھپ سے کتابوں کا ایک بنڈل مہر کی میز پر رکھا۔

مہر نے چونک کر سر اٹھایا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی۔۔۔وہ تیمور تھا۔

"ان پر نظر رکھنا۔۔میں ذرا آتا ہوں ابھی باہر سے ہو کر۔۔۔اگر لائبریرین کو پتا چلا کہ میں اپنا ذاتی سامان چھوڑ کر لائبریری سے غائب ہوں تو پھر وہ بنا جرمانا مجھے واپس نہیں لوٹائے گی۔"

اور کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

مہر کے ماتھے پر بل پڑے تھے،اندر کچھ کلسا۔۔۔

وہ لڑکیاں جن کی گوسپ وہ بہت سہل سے سن رہی تھی،اب وہ اٹھ کر وہاں سے جا چکی تھیں۔ابھی اس نے مکمل کہانی تو سنی نہیں تھی۔

ادھر تیمور وہاں سے گیا ورادھر مہر نے تیمور کا سارا سامان اٹھایا اور لے جا کر لائبریرین کے کاونٹر پر رکھا۔

"یہ کسی کا سامان ہے جو وہ لائبریری میں بھول گیا ہے،کائنڈلی آپ اسے دیکھ لیں۔"

لائبریرین نے وہ سامان اٹھا کر کاونٹر کے نیچے رکھا۔اور اثبات میں سر ہلایا۔

مہر ہاتھ جھاڑتی اپنا بیگ کندھے پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی۔

کیا تیمور عالم نے ایک مدد کے بدلے مہر کو اپنا ذاتی اسسٹنٹ سمجھ لیا تھا؟ وہ مدد جو اس نے مانگی بھی نہیں تھی۔

دو لیکچرز کے درمیان ایک کلاس جتنا بریک تھا، مہر گھر تو جا نہیں سکتی تھی سو جیسے تیسے کر کے وقت کاٹ رہی تھی۔

ابھی بھی وہ لائبریری سے آکر اب کیفیٹیریا میں اپنے پاستا کی پلیٹ لے کر ایک طرف کونے میں براجمان ہوئی تھی، دوسرے ہاتھ میں پکڑے فون کی اسکرین پر کوئی ویب ٹون اسکرول کرتی، وقفے وقفے سے پلیٹ میں ٹھونگے مارنے میں مصروف تھی۔

"تھینکس ٹو سم ون مجھے آج کے لنچ کی رقم سے ایک عدد باری بھر کم جرمانا بھرنا پڑا۔"

بولنے والا نے دھپ اپنا بیگ مہر کے سامنے ایک کرسی پر رکھا اور دوسری کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

مہر نے چہرہ اٹھانے میں ذرا وقت لیا تھا۔

پھر جب نگاہ اسکرین کے پار دوڑائی تو وہ سینے پر ہاتھ باندھے مہر کی پلیٹ کو گھور رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی مسٹر تیمور عالم لیکن آپ کو خود عقل ہونی چاہیے کہ کسی اجنبی کو اپنا اپنے سامان کی ذمہ داری نا دیں، آئی ہوپ آپکو آپکا سبق مل گیا ہو گا۔"

کہ کر وہ واپس اسکرین میں گھس گئی۔

"کیا تم اس مہینے کا صدقہ نکال چکی ہو؟ "

اب کے مہر نے عجیب نظروں سے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ چہرے پر سوال تھا۔

"ارے بھئی لنچ کروا دو اس غریب کو، لیڈی جسٹس۔"

مہر کچھ دیر اسکی جانب دیکھتی رہی، پھر اپنا لنچ کارڈ نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔ جو اس نے ابھی کچھ کل ہی ریچارج کروایا تھا۔

عجیب انسان ہے۔ واپس اپنے کھانے میں مصروف ہو گی۔

اور وہ عجیب انسان واقعتاً اسکے کارڈ پر اپنا لنچ خرید کر آ چکا تھا اور واپس مہر کے سامنے آن بیٹھا تھا۔

مہر نے اسے مکمل اگنور کیا۔ وہ اگنور کرنے کی ماہر تھی۔

Clubb of Quality Content

تبھی اس کے سامنے میز پر اسکا کارڈ واپس کھسکایا گیا۔ مہر اسے اٹھانے لگی تھی جب ٹھٹکی، ساتھ ایک اور کارڈ بھی تھا۔

"یہ کیا ہے؟ "

"اسٹوڈنٹ کانسل آفس کا پاس۔" تیمور نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ عرصہ اس کے کھوئے ہونے کا بہانہ کرنا ہے، سو تم تب تک اسے رکھ لو۔ کسی کو بتانا مت۔"

کیا ہم پانچ سال کے بچے ہیں، کیا یہاں خزانے کی چھپن چھپائی چل رہی ہے۔

اس سے پہلے کے مہر کچھ کہنے کو منہ کھولتی ایک پورا ٹولہ کسی آندھی طوفان کی طرح انھیں کی میز کی جانب آیا تھا۔ تیمور نے آنکھ کے اشارے سے اسے فوراً وہ پاس چھپانے کا کہا اور موقع کے دباو تلے مہر نے واقعی اپنے لنچ کارڈ کے ساتھ پاس بھی اٹھالیا۔

شٹ وہ اسکے حق میں پہلی غلطی تھی۔

تیمور کے فیلوز کا ہجوم اس لیے سر پر آن پہنچا تھا۔ مہر نے خاموشی سے وہاں سے کھسکنے میں عافیت جانی تھی، وہ دس اور لوگوں کو لنچ نہیں کروانے والی تھی۔

کیا مہر اس امر سے آشنا تھی کہ جس شخص کے لنچ کا ایک ادھار اتار کر اب وہ اس سے جان چھڑا چکی ہے، کسی بھی معمول کے ٹکراو کی طرح، کسی اجنبی کی طرح، اب وہ اس سے دوبارہ نہیں ٹکرائے گی۔

مہر کو پورا یقین تھا وہ نہیں ٹکرائے گی۔

اور اگلے ہی دن اسکا یہ خیال مکمل غلط ثابت ہونے والا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۵

مہر نہیں جانتی تھی کہ جب ماضی کا کھویا کوئی پرندہ ایک دم سے آپکے سامنے آن بیٹھے تو اُسے کن نظروں سے دیکھا جاتا ہے، اسے کن ہاتھوں سے چھوا جاتا ہے، آیا اسے تھپکا جاتا ہے، شناسائی دیکھائی جاتی ہے یا اسے واپس اڑا دیا جاتا ہے۔

سامنے پنجوں کے بل بیٹھے شخص نے یوں ہی بیٹھے بیٹھے چہرہ نکال کر اوپر دیکھا، مہر ہونکوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔ اس ایس ایچ او کی آنکھوں میں مانوسیت تھی، جنموں کی مانوسیت۔

وہ اسے پہچانتا تھا۔

مہر کا تجسس مہر کے قدم جکڑ رہا تھا، وہ پوچھنا چاہتی تھی، وہ جاننا چاہتی تھی کہ تیمور عالم ایک ایس ایچ او کا بیج لگائے یوں اچانک کہاں سے آن ٹپکا تھا، آج ہی کیوں، ایسے ہی کیوں، ابھی ہی کیوں۔

پر کچھ تھا جو اسکے تجسس پر حاوی آگیا۔۔۔ایک شرمندگی،ایک بھاری بڑی شرمندگی،مہر کے

اپنے ہی قدموں پر بھار بڑھنے گا۔چہرے پر آیا تجسس مانند پڑ گیا۔

"آپکی ہدایات کا بہت بہت شکریا ایس ایچ او تیمور عالم،اب میں چلتی ہوں،بہت بہت شکریہ،

میں آگے اپنا خیال رکھ لوں گی۔"

اور وہ کہہ کر واقعی چل دی تھی۔

بنا پیچھے دیکھے،بنا کوئی شناسائی دیکھائے۔

اس پل میں وہ کس طرح اپنا وجود قائم رکھے ہوئے تھی صرف وہی جانتی تھی۔

ایس ایچ او تیمور عالم وہیں پنجوں کے بل بیٹھا رہا۔

بازو پر گال ٹکائے یوں ہی اسے جاتا دیکھتا رہا۔

تیمور عالم اور لاکھ کچھ جانتا ہو نا جانتا ہو۔۔۔لیکن ایک بات کسی اٹل حقیقت کی طرح جانتا تھا

،

چاہے ہر جنم میں چاہے ایک ہی جنم کے کئی حصوں میں،

وہ جب بھی مہر النساء میر سے ٹکرائے گا، مہر االنساء میر اپنی اجنبیت کا لبادہ اوڑھے یوں ہی تسیلمات اچھال کر پھر اپنی راہ چل دے گی۔

تین دن قبل

ایس ایچ او تیمور عالم بریفنگ کے بعد اپنے آفس میں داخل ہوا تھا، ناصر کو آج کی تمام شکایات لانے کا کہا۔

"مسترد اور غیر مسترڈ شدہ، اس میں تمام شکایات ہونی چاہیے ہیں"

"پر سر مسترد شدہ شکایات۔۔۔"

تیمور نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔اپنی کیپ میز پر رکھے اسٹینڈ پر دھری اور میز کے پیچھے آکر اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔میز کے شیشیے پر ایک انگلی پھسلا کر چیک کی، وہ صاف تھی۔

ناصر فائلز لے کر اندر آیا اور تیمور کے سامنے میز پر دھریں۔

تیمور نے پہلی فائل کھولی۔۔اور وہاں سب سے اوپر موجود کمپلین فارم پر لکھا نام پڑھا۔

مہرلنساء میر۔وہاں اسکے شناختی کارڈ کی کاپی چسپاں تھی، وہ اس پر لگی مہر کی تصویر صاف دیکھ سکتا تھا۔

"ناصر۔۔۔"

"جی سر۔"

"میں غلط تھا، میں صرف اس دنیا میں ایک ہی تنہا پشت رکھنے والی باجی کو جانتا ہوں۔"

"جی سر؟"

ناصر ایک مرتبہ پھر نہیں سمجھ پایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

واپس موجودہ دن

گھر میں داخل ہوتے ہی مہر نے دروازہ دھاڑ سے بند کیا، لاک ڈبل چیک کیا اور لاونج میں آکر دھڑام سے صوفے پر گر گئی۔

یہ کیا ہوا تھا۔

وہ تیمور عالم تھا۔

وہ تیمور تھا۔

وہ ٹھیک سے سوچ بھی نہیں پارہی تھی۔

اور یقین بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

اور وہ یوں ہی چھت سیلنگ کو گھورتی رہی۔

دروازے پر بیل ہوئی جب مہر ماضی سے واپس لوٹی۔

اٹھی، ایک نگاہ ٹیرس کی جانب ڈالی،

نیچے والے پورشن کا دروازہ کھلتا محسوس ہوا، یقیناً مائدہ یا عدیل دیکھ لیں گے۔

اپنے خیالات جھٹکی بال سمیٹ رہی تھی جب اسے سیڑھیوں پر چڑتے قدموں کی آواز آئی،

کوئی اوپر آ رہا تھا۔

مہر ٹھٹکی، اس وقت کون آگیا۔۔۔

تب ہی مائدہ نے اسکا لاونج کا دروازہ دھکیل کر اندر آنا چاہا ہر وہ ٹکراتی تقریباً گرتے گرتے بچی

۔

دروازہ لاک تھا۔ جو کہ معمول نہیں تھا۔

"مہر یار دروازہ کھولو، بند کیوں ہے؟"

مائدہ کی آواز سن کر مہر کا خوف واپس بیٹھا۔ ناجانے کیوں اب اسے بیٹھے بیٹھے ہر آہٹ پہ انجانے خوف آنے لگے تھے۔ اٹھ کر فوراً دروازہ کھولا۔

مائدہ کے ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس تھا۔ "یہ تمہارے نام ایک پارسل آیا ہے۔ پکڑو۔" پارسل لاونج کی درمیانی میز پر رکھا۔ مہر کی بھنویں سکڑیں، پر میں نے کچھ آرڈر نہیں کیا تھا۔

"یار تمہارا برتھ ڈے آرہا ہے نا، کسی نے تحفہ بھیجا ہوگا۔"

مائدہ ازل کی سیدھی عورت تھی۔ مہر کی سالگرہ صرف مہر ہی جانتی ہے۔

مائدہ تجسس سے باکس دیکھے گئی۔

"کھولو گی نہیں؟"

مہر نے سر پر ہاتھ مارا۔ "تم ہی کھول لو اتنا تجسس ہو رہا ہے تو۔"

"نہیں میں کیوں کھولوں۔۔۔ اندر تمہارے لیے سرپرائز ہوگا نا۔"

"ہاں تو پھر چھوڑ دو میں فارغ ہو کر کھول لوں گی۔"

مائدہ نے ذرا منہ بنایا، اسکا تجسس مر گیا۔ پھر ہاتھ جھلاتی واپس چلی گئی۔

مہر نے ایک گہرہ آہ بھری۔

کچھ لمحے سرکے

نظر واپس پارسل پر گئی تو ایک دم جیسے چہرہ مانند پڑا۔ ایک سوالیہ نشان ابھرا۔

پارسل اپنی جانب کھسکایا،اس پر معلوماتی فورم نہیں تھا۔پر مہر کا نام مکمل نام ضرور درج تھا۔

بیگ سے پیپر کٹر نکالا اور پارسل کی ٹیپ کاٹی،ڈبہ کھولا تو اندر ایک پار باسی نیم شفاف بیگ تھا ،جیسے کسی برانڈڈ لباس کا بیگ ہو بہت ترتیب سے رکھا گیا یوں کہ اسکی زپ اوپر کی جانب تھی

۔

مہر نے زپ کھولی۔

اور چند لمحوں کے فاصلے سے ایک تیز بو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی،گلے گوشت کی بو،پرانے خون کی بو،موت کی بو۔

لیکن اس سب سے پہلے اس کی نگاہ اس بیگ کے اندر پڑے لباس پر پڑی تھی۔

وہ لال عروسی جوڑا تھا۔

لال

بھڑکیلا

اور موت کی بُو لیے۔

مہر کی آنکھیں کسی سلو مو میں پھیلی تھیں، معدے میں پڑا کھانا واپس باہر امڈا

وہ فوراً قہہ کرنے کو باتھ روم کی جانب بھاگی تھی۔

جاری ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مہر النساء

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بقلم صوفیہ ایمان

حصہ دوم

پینلوپ کی تنہائی

باب نمبر ۱

دوپہر تین بجے کے اوقات۔

ایس ایچ او تیمور عالم (سینئر انسپکٹر) کا آفس۔

ایک سنجیدہ کرخت سے ماحول میں میز کے سربراہی نشست کے برابر کھڑے ایس ایچ او عالم ،دونوں ہتھیلیاں میز پر ٹکی تھی، نظریں سامنے موجود فائلز پر گڑی تھیں، چہرے پر ایک مسلسل سنجیدگی تھی۔

اسکی عادت تھی، وہ فوکس بڑھانے کو کھڑا ہو جاتا تھا۔

کمرے کی بتیاں ضرورت سے مدھم معلوم ہوتی تھیں، پر اتنی کے بصارت قائم رہے۔

بتیس سالہ، وجود پر tan جلد لیے جو کہ ایک مسلسل مصروف زندگی اور رعب کا ثبوت تھی

۔

رگوں میں کچھ دوڑا تھا۔۔۔جو کہ بازو کی ابھرتی، معدوم ہوتی نسوں میں صاف دکھا تھا

۔۔۔۔پر چہرے پر تنا ہوا سکوت تھا،

فضا میں خنکی تھی

اور ایک عجلت سی،

وہ دونوں مل کہ ماحول میں ایک مسلسل کھچاؤ بنا رہے تھے، جسے آنے والا کوئی بھی شخص فوراً

محسوس کر سکتا تھا۔

ماتھے پر کنپٹیوں کے قریب نسیں تنی ہوئی تھیں۔

ہر وقت ایک سخت تنا ہوا وجود، رکھنا اسکا معمول تھا۔اسکی عجلت اور ذمہ داریوں کا تقاضہ۔

تیمور نے اپنے بند کف کھولے اور کُہنیوں تک موڑے تھے۔سامنے موجود کافی کا کپ اٹھا

نے لگا، تو معلوم ہوا وہ خالی ہے۔۔۔۔ مصروف سے انداز میں کپ ایک طرف کیا اور میز پر

موجود ایک بیل پر ہاتھ مارا

وہ اگلی کافی کا آرڈر تھا۔

سیدھے ہاتھ کی جانب موجود فائلز کھسکا کر اپنے سامنے کی۔۔۔وہ اس کے اپروول اور اسائمنٹ کے لیے آئے نئے کیسسز تھے۔۔۔ابھی سب سے اوپر والی فائل اٹھائی ہی تھی کہ نگاہ سامنے موجود اس فائل پر پڑی جو کہ ابھی کچھ دیر قبل کانسٹیبل صباحت اسے دے کر گئی تھی۔

مہر النساء میر۔ عمر ستائس سال، آفس ورکر۔ لیونگ الون سیلف ڈیپنڈنٹ وومن۔

تیمور نے اس کیس کو باقاعدہ کھولنے کا آرڈر دیا تھا۔

دنیا گول ہے، اسے ایک دفعہ کسی نے بتایا تھا۔

اس کی تنی نسوں کی ساخت نرم پڑی تھی۔

یہاں کھوئی ہوئی چیزیں مل جایا کرتی ہیں۔ شاید ان پر گزرے وقت کے کچھ آثار ہوں، شاید وہ کچھ بھولے بھٹکے سے معلوم ہوں، پر اگر وہ تم سے کوئی تعلق رکھتی تھی تو کسی دن، کہیں، یوں ہی واپس مل جائے گی۔

جونئر کانسٹیبل کمرے میں داخل ہوا تھا، جب تیمور نے فائل سے سر اٹھایا۔

"سر بھٹی کیس کے دو نئے سسپکٹ کی انٹیرو گیشن کا وقت ہوا جاتا ہے۔"تب ہی چپڑاسی

تیمور کی کافی لے کر آچکا تھا۔

تیمور نے فائل پہلے صفحے پر ہی واپس بند کر دی۔

کافی کا وہ ننھا سا کپ، شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان پکڑا اور میز کے پیچھے سے نکل آیا

۔

"ہاں چلو، میں دیکھتا ہوں۔"

مصروف سے انداز میں کہتا ناصر کے پیچھے نکل گیا۔

مہرالنساء کیس کی فائل وہیں کھلی رہی۔

جیسا کہ تیمور کی عادت تھی۔

مہرالنساء میر نامی باب اسکی زندگی میں کبھی بند ہوا ہی نہیں تھا۔

"میں نے خود مہر کو اکبر کے ساتھ بات چیت کرتے دیکھا ہے، ایک دفعہ تو وہ یہاں اسے

لائبریری میں ٹیوشن دے رہی تھی اور ایک دفعہ وہاں دونوں باتیں کرتے ایک ساتھیوں

لفٹ سے باہر آئے تھے، اور ان دونوں دفعہ میں وہ بالکل سیٹ تھی ہنس بول رہی تھی. تو پھر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھلا اک دم سے اکبر اس کا اسٹاکر کیسے ہو گیا. مجھے تو لگتا ہے مہر نے اس کے ساتھ غلط کیا ہے .

"

تیمور یونیورسٹی لائبریری میں موجود تھا۔

ضرورت کی تمام کتابیں اور نوٹس نکال کر وہ اب انھیں ری چیک کر رہا تھا جب ساتھ والی میز پر موجود لڑکیوں کی گوسپ اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

وہ ذرا مزید آگے کو کھسکا تا کہ سارا ماجرا ٹھیک سے سن سکے۔

"پتا ہے میں نے اکبر کی طرف کی کہانی بھی سنی تھی۔۔۔اس نے خود کہا ہے کہ وہ مہر کا بہت اچھا دوست ہے اور مہر اس پر الزام لگا رہی ہے۔"

تیمور نے سنتے ہوئے نہایت دلچسپی سے ہونٹ مصنوعی حیرت میں گول کئے تھے،

ایڑیوں کے بل گھوما، مڑا تا کہ ان لڑکیوں کی شکل دیکھ سکے، پر اس سے پہلے کہ وہ لڑکیوں کی شکل دیکھتا، نگاہ ان سے پیچھے موجود وجود پر جا ٹکی وہ مہر تھی، ان لڑکیوں کی پچھلی میز پر کتاب کھولے بیٹھی تھی، چہرہ ایک طرف کو گرائے ہتھیلی پر گال جما رکھا تھا، دوسرا ہاتھ میز پر دھرا تھا جس کے انگوٹھے کی جلد وہ مسلسل شہادت کی انگلی سے کھرونچ رہی تھی۔

شک ؟ تیمور کو سو فیصد یقین تھا کہ وہ ان لڑکیوں کی گوسپ سن رہی ہے۔

تیمور نے اپنی کتابیں اٹھائیں اور عین لے جا کر مہر کی میز پر پٹخیں۔

شور پر آگے بیٹھی لڑکیوں نے ڈر کر پیچھے دیکھا تھا۔

مہر کو دیکھ کر ٹھٹھکیں، اپنی آواز فوراً مدھم کی اور پھر کچھ سر گوشی کرتیں وہاں سے اٹھ گئیں۔

اپنی اس حرکت پر تیمور کے منہ میں جو بہانا آیا بنایا اور وہاں سے کھسک لیا۔

دوسری نظر بھی مہر کی ہکا بکا شکل پر نہیں ڈالی تھی۔

باہر آکر سیدھا ادیب سے ٹکرایا، ادیب جو کہ لائبریری جانے کو ابھی ابھی اس فلور پھر لفٹ سے باہر نکلا تھا، تیمور نے اسے واپس اندر کھینچا اور لفٹ کے بٹن دبا دیئے۔

ادیب خاموشی سے اسکی جانب دیکھے گیا، پھر منہ کھولا۔

تیمور نے فوراً اسکا منہ بند کیا جیسے کسی پرندے کی طرح چونچ دبا کر بند کی جاتی ہے۔

"ابھی کچھ مت پوچھنا ہم ذرا کام سے جا رہے ہیں۔"

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ہمیشہ کی طرح تیمور پھر کوئی نئی شرط ہارا تھا۔

نتیجے میں ایوینٹ سوسائٹی کے آفس کا پاس تیمور نے باقیوں کو دینا تھا۔

"یار میرے بیگ میں ہے اور میرا بیگ نیچے کیفیٹیریا میں ہے. جب جاوں گا تو لا کر دے دوں گا۔"

"تمہارا بیگ بھی اپنا ذاتی معدہ رکھتا ہے ہاں، بہانے مت کرو ابھی جاو اور لے کر کر آو، ہمیں گیم کا ٹورنمنٹ لگانا ہے۔"

تیمور ان سے جان بچاتا نیچے آیا تھا جب کیفیٹیریا میں اسکی نگاہ کونے کی میز پر بیٹھی مہر پر پڑی ۔ آخر یہ لڑکی ہمیشہ کونے کھدروں میں اکیلی کیوں پائی جاتی ہے؟ پہلی سوچ جو مہر کو دیکھتے اسکے دماغ میں امڈی تھی۔

لائبریری والا جرمانہ یاد آیا، تن تناتا مہر کے سر پر پہنچا۔

"تھینکس ٹو سم ون مجھے آج کے لنچ کی رقم سے ایک عدد باری بھر کم جرمانا بھرنا پڑا۔"

بول کر دھپ اپنا بیگ مہر کے سامنے ایک کرسی پر رکھا اور دوسری کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

مہر نے کسی فرصت سے چہرہ اٹھایا تھا، اسی فرصت سے اٹھی پلکوں تلے سوالیہ نگاہیں لیے تیمور کی جانب دیکھا۔

تیمور نے ان سوالیہ آنکھوں کا سیاہ رنگ دیکھا تھا۔

بھرا سیاہ رنگ۔

ایک طلسم بندھا۔

"اکسکیوزمی مسٹر تیمور عالم لیکن آپ کو خود عقل ہونی چاہیے کے کسی اجنبی کو اپنے سامان کی ذمہ داری نا دیں، آئی ہوپ آپکو آپکا سبق مل گیا ہوگا۔"

کہہ کر وہ واپس چہرہ جھکا گئی۔

وہ سیاہ بھری آنکھیں پلکوں تلے غائب ہوئیں تو جیسے تیمور جیسا جاگا۔

طلسم ٹوٹا۔

کیا وہ ابھی کسی بات پر غصہ تھا؟ یاد نہیں ۔ دماغ نے جلدی جلدی ایک نئ اسکیم بُنی۔

"کیا تم اس مہینے کا صدقہ نکال چکی ہو؟ "

وہ بس اسکی پلکیں دوبارہ اٹھوانا چاہتا تھا.۔

مہر نے چہرہ اٹھایا۔

مہر کچھ دیر اسکی جانب دیکھتی رہی، پھر اپنا لنچ کارڈ نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔

اور وہ واقعی اسکے کارڈ پر لنچ لے بھی آیا۔

ابھی واپس بیٹھا ہی تھا کہ کسی منحوس طوفان کی آمد، دور ہی سے بھانپ گیا، وہی لوگ اسکا پیچھا

کرتے آن پہنچے تھے۔

تیمور نے مہر نے کارڈ کے ساتھ آفس کا پاس بھی اسکی جانب کھسکا دیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"اسٹوڈنٹ کانسل آفس کا پاس۔" تیمور نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے کچھ

عرصہ اس کے کھوئے ہونے کا بہانہ کرنا ہے، سو تم تب تک اسے رکھ لو۔ کسی کو بتانا مت۔"

وہ لوگ سر پر پہنچ چکے تھے سو وہ بس مسکینیت بھری آنکھ سے ہی اشارہ کر پایا۔

اور پھر مہر کے اگلے عمل پر وہ خود بے یقین سا رہ گیا۔

مہر نے واقعی کسی خفیہ اتحاد کی طرح کارڈ اٹھالیا تھا اور وہاں سے چلی گئی۔

"ابے کمینے ہمیں پتا تھا تو یہاں اپنی ہی رنگ رلیوں میں مصروف ہے. آفس کا پاس دینا تھا نا تجھے ؟"

اس گروپ کی اکلوتی لڑکی نے وہاں سے اُٹھ کار جاتی مہر کو دیکھا تھا، اور پھر چہرہ موڑے وہ مہر کو جاتا دیکھتی رہی حتی کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئی۔ پھر واپس تیمور کی جانب دیکھا ۔۔۔ جس کے چہرے کا رنگ بدلہ ہوا تھا۔

اسکی حساسیات میں کچھ کھٹکا تھا۔

تفتیشی دورہ نپٹانے کے بعد تیمور اپنی آج کی ڈیوٹی یہیں ختم کر کے باہر آیا تھا، یہاں سے اسے سینیٹر شہادت کی پوتی کی سالگرہ پر جانا تھا۔

ناصر تیمور کا دعوت نامہ لے کر ابھی ابھی آفس میں داخل ہوا تھا۔

تیمور کا عجلت میں تبدیل کیا گیا لباس ابھی ملگجہ سا تھا، شرٹ کے بٹن ابھی تک کھلے تھے اور گلے میں لٹکتی ٹائی باندھے جانے کی منتظر، جسے تیمور نے کسی مفلر کی طرح گردن پر بل مار کر پیچھے کی جانب پھینک رکھا تھا۔

ناصر کو دیکھ کر تیمور کی آنکھیں چمکیں۔

"ناصر تمہیں بٹن ٹانکنا آتا ہے؟"

ناصر گڑ بڑایا۔۔۔"جی آتا تو ہے۔۔پر جی صاحب میں نے کبھی کسی کا بٹن نہیں ٹانکا۔"

تیمور نے اپنا بازو اسکے سامنے کیا۔جہاں ایک کف کا بٹن لٹک رہا تھا۔دوسرے ہاتھ میں پکڑے فون پر مصروف سا کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں جب شادی ہو گی تو اپنی بیوی کے ٹانک لینا،تب تک میرے کپڑوں پر پریکٹس کر لو۔"

ناصر کہیں سے دھاگہ سوئی ڈھونڈ لایا اور کسی مسکین شکل کے ساتھ تیمور کا بٹن ٹانکنا شروع کیا۔

تیمور نے فون بند کر کے میز پر دھرا،ناصر کی شکل دیکھ کر ہنسا۔

"ایسے دِکھتے ہیں دو کنوارے۔۔۔"اور پھر اپنی ہی بات پر ہنستا چلا گیا۔

کچھ دیر میں وہ سینیٹر کے گھر موجود تھا جہاں لان میں سینیٹر کی پہلی نواسی کی سالگرہ کی تقریب رکھی گئی تھی۔

وہاں اور بھی کئی عہدے دار اور اتھارٹی آفیسرز موجود تھے۔

تیمور اپنی تسلیمات ادا کر کے ایک طرف کچھ جونیئر آفیسرز کے ساتھ موجود تھا جب سینئر صاحب نے خود اسے ہجوم میں آن پکڑا۔

تیمور انھیں دیکھ کر مسکرایا۔

"ارے بھئی ایس ایچ او صاحب تو جب سے پوسٹنگ ہوئی ہے عید کا چاند ہو گئے ہیں۔"

"ایسی تو کوئی بات نہیں شہادت صاحب، آپ آج کہیں ہم آج آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔" تیمور نے ایک ہاتھ سینے پر رکھتے ایک بڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔ اسکی مسکراہٹ میں سکوت تھا۔

تب ہی ایک نوجوان دوشیزہ، سینئر صاحب کے اشارے پر اُسی جانب آئی تھی۔

وہ سینئر صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔ شیزہ شہادت۔

اسکے وجود پر نہایت نفیس لباس اور چہرے پر ایک مسلسل مسکراہٹ تھی، اسکی نظروں میں ایک معصومیت تھی۔

شیزہ نے تیمور سے مصافحہ کیا۔ انداز سے ایک مانوسیت جھلکتی تھی۔

تیمور بھی جواباً اُسی شناسائی سے مسکرایا تھا۔

توشناسائی دوطرفہ تھی۔

ایک نرم مصافحے کے بعد ہاتھ جدا ہوئے۔

وہ جانے لگی تو سینیٹر صاحب نے اسکے کام میں ایک ادھوری سی سرگوشی کی جس پر وہ مسکرا کر سر اثبات میں ہلاتی ایک جانب کو نکل گئی۔سب لوگوں کی نظروں کے درمیان سے وہ کسی بے نیازی سے گزری تھی۔

تقریب اختتام کی جناب گامزن تھی جب تیمور ایک فون کال موصول کرتا لوگوں سے ذرا دور آیا۔

کال مکمل کر کے واپس ہجوم میں آملنے کی بجائے اور وہیں ایک جانب موجود صوفوں میں ایک صوفے پر براجمان ہو گیا۔صوفے کے بازو پر کہنی ٹکائے،دوسرے ہاتھ سے فون اسکرول کرتا اسکی توجہ اطراف سے ذرا ہٹی تھی۔

قریب کچھ فاصلے پر ایک آدھ خواتین دور گوسپ میں مصروف تھی۔

عصر کا وقت سرکنے لگا اور دن اب اپنی مصروفیات سمیٹ رہا تھا۔تیمور نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔

تب وہ نفیس لباس زیب تن کئے وجود غیر محسوس انداز میں کسی نزاکت سے تیمور کے برابر

میں آن بیٹھا تھا۔

نازک کمر سیدھی اور اٹھی تھوڑی کے ساتھ سامنے دیکھتے چہرے پر ایک وقار تھا جو کہ

شہزادیوں کے ہوا کرتا ہے۔پر اب اسکی مسکراہٹ مدھم تھی۔

شزہ شہادت۔

جب آپ ہار جاتے ہیں لیکن پھر بھی دل ابھی مکمل دستبردار نہیں ہو پاتا۔

تیمور نے بھی اب چہرہ اٹھایا اور فون بند کر کے دونوں کے درمیان موجود خلاء میں دھرا۔

اب کے وہ دونوں ہی دور سامنے اپنی نواسی اٹھائے اس کے ساتھ اٹھکلیاں کرتے سینئیر

صاحب کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ ڈیڈ کو صاف الفاظ میں منع کر دیں گے؟"اسکی آواز بھی اتنی شائستہ تھی۔

"جب وہ مجھ سے ڈائریکٹ بات کریں گے تو میں نہایت احترام سے انکار کر دوں گا۔"

بولتے ہوئے تیمور نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور دونوں ہاتھ گھٹنوں کے آگے باندھ لئے۔ تیمور

کا کلون بہت فرصت سے اسکے اطراف میں بیٹھ رہا تھا۔

"آپ مجھے ایک چانس دے سکتے تھے ایس ایچ او صاحب، آئی سویر میں اتنا بُرا آپشن نہیں تھی۔"

تیمور نے جوتے کی نوک ذرا جھلائی تھی۔

"کسی کی acceptance یا rejection آپکی قیمت کا فیصلہ نہیں کرتی۔ میں جانتا ہوں آپ بہت بہترین آپشن ہیں مس شزہ۔۔۔ لیکن میرے لیے نہیں۔"

"پر میں نے پوری کوشش کی تھی، آپ کا دل نرم کرنے کی، آپکو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کی، میں نے ان تین سالوں میں اپنی مکمل کوشش کی ہے۔۔۔۔ آخر ایک انسان کا دل کس قدر مضبوط ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل کر ہی نہیں دے رہا۔"

تیمور نے ایک گہرہ سانس خارج کیا۔ بازو اب اپنے سینے پر باندھ لیے، شام کی اترتی دھوپ آس پاس موجود کسی شیشے سے ٹکراتی عین تیمور کی آنکھ میں پڑی تھی، اسکی بھوری آنکھ میں کچھ جھملایا تھا۔ پر ان بھوری آنکھوں کو وہ چمک گراں گزری تیمور نے اپنا پہلو ذرا بدلا۔ روشنی کی کرن غائب ہو گئی۔

"کوئی آپ سے محبت کرے گا۔۔۔یا نہیں۔۔۔۔۔" وہ ٹھہر ٹھہر کا بولا تھا۔۔۔" کتنی کرے گا۔۔۔۔یا کیونکر ہی کرے گا۔۔۔۔۔۔یہ سب آپ کے بس میں نہیں اور نا ہی آپ اس سب کے بارے میں سوچ کر کچھ حاصل کر سکتے ہیں ہاں البتہ آپ کا اپنا ذہنی سکون اور سیلف اسٹیم ضرور متاثر ہو گی۔

جو امر کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کس سے، کب اور کتنی محبت کرنی ہے۔

جو محبت کی جاتی ہے وہ نکھارتی ہے۔

محبت کرنے کا عمل ہے، کروانے کا نہیں۔"

اب کے ساتھ بیٹھی دوشیزہ نے ایک آہ بھری۔

شہزادیوں پر آہیں کچھ خاص نہیں جچتیں۔

"آپ قصور کا کچھ حصہ تو رکھیں، آخر محبت میں مبتلا آپ نے کیا تھا۔"

"ہاں میں اپنے وجود کی existence کا مجرم ہوں، اسکا اختیار میرے ہاتھ میں نہیں۔پر میں اس existence کے حقوق کسی کو بہت پہلے تھما چکا ہوں۔"

وہ ہنسی تھی،

"اوہ تو ایسے خوش نصیب لوگ بھی وجود رکھتے ہیں۔"

وہ جواباً مسکرایا تھا، آنکھیں سکیڑی تھیں کیونکہ روشنی کی کرن پھر گھوم پھر کر اس کی آنکھوں میں لگ رہی تھی۔

"مس شزہ آپ نے پینلوپ کے بارے میں سن رکھا ہے؟"

ایک نازک گہری آہ کے ساتھ سانس خارج کیا گیا آہستگی سے، نفی میں سر ہلا، یہ شخص ہمیشہ کی طرح پھر کوئی قصہ بُنے گا، پھر کوئی نتیجہ نکالے گا اور پھر شزہ کو اسے پسند کرنے کی ایک نئی وجہ تھمادے گا۔

"پینلوپ ایک یونانی شہزادی تھی جس نے اپنے شوہر کو کسی جنگ میں کھو دیا تھا۔

پینلوپ ایک خوبصورت مگر مغرور شہزادی مانی جاتی تھی، جو کہ اپنے لیے آنے والا ہر رشتہ ٹھکرا دیتی تھی، اب چاہے وہ بادشاہوں کا ہی کیوں نا ہو۔

اس نے اپنا ایک محل بنا رکھا تھا۔اور اس میں بیٹھ کر دن پھر وہ بُنائی کرتی رہتی۔لوگوں کی اپنے بارے میں چغلیاں اور افواہیں سنتی۔اور بس مصروف رہتی۔

لیکن کوئی نہیں سمجھ سکا۔

کہ پینلوپ بیوقوف نہیں ہے، پینلوپ منتظر ہے۔"

"آپ صرف باتیں کرنا جانتے ہیں مسٹر تیمور، آپ بس لفظوں ہی کی بُنائی کے ماہر ہیں۔"

"مجھ سے متعلق جو تعریف آپ کو بھلی معلوم ہو آپ اپنے پاس رکھ لیں۔" ایک مدھم ہنسی تلے کہا گیا تھا۔

وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ بنا کسی الوداع یا تسلیمات کے۔

دور جاتا اسکا وجود خاموش تھا، کندے ذرا ڈھلکے ہوئے تھے، جیسے کہ شہزادیوں کو بلکل زیب نہیں دیتے۔

پر تیمور کی نگاہ ابھی تک سینیٹر صاحب پر ہی ٹکی تھی۔ اسے ایک شہزادی کو دھتکار کر کسی قسم کا رنج نہیں تھا۔

لوگ عموماً منتظر لوگوں کی فلاسفی نہیں سمجھ سکتے۔ وہ نہیں سمجھ سکتے کے انکا انتظار انکا معدے بھرنے کو کافی ہے۔ وہ ایک سودا کر چکے ہیں اور وہ اس سودے کے ساتھ مطمئن ہیں۔

لوگ بس اچنبھا کرتے ہیں۔

لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ پینلوپ بیوقوف نہیں ہے، پینلوپ منتظر ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۲

سنٹرل پولیس اسٹیشن میں دن اپنے معمول کے مطابق چڑھا تھا۔ گہما گہمی، بول بولیاں، آوازیں اور پرچے، فرنٹ ڈیسک کے اس سب شور شرابے سے ہوتے اگر اندر جایا جائے جہاں لیڈی کانسٹیبل کا کیبن تھا۔

پارسل کا ڈبہ ہیڈ کانسٹیبل کی میز پر موجود تھا۔ جو کہ مہر کو کل موصول ہوا تھا۔

وہ نہیں جانتی اگر آج بھی اسکی شکایت خارج کر دی جائے گی یا نہیں۔۔ آج مہر نے اپنے تعین شکایت کو اسٹاکنگ سے بدل کر ہریسمنٹ میں بدل دیا تھا، کسی مثبت نتائج کی امید تو ابھی بھی نہیں تھی۔

کسی سے بات مکمل کر کے لیڈی کانسٹیبل نے فون واپس ڈائلر پر پٹخا اور پھر ناک ڈھانکے کبھی پارسل کو دیکھتی، کبھی مہر کو۔

"بی بی آپ کا کیس ایس ایچ او صاحب نے باقاعدہ خود کھولا ہے۔آپ کو ڈائریکٹ ان کے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔"

ایس ایچ او کیبن میں داخل ہوا۔

کانسٹیبل فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

تیمور نے سیدھا آکر ڈبہ کھولا۔اپنے پین کی نوک سے لال جوڑے کے ذرا باہر نکال کر دیکھا۔

ایک مختصر تجزیہ اور پھر جوڑے کے بیگ کی زپ واپس بند کر دی۔

"فارنسک آفیسر آتے ہی ہونگے سر، باقی رپورٹس آپ کو آپ کی میز پر بجھوا دی جائیں گی

"۔

اپنی جانب سے لیڈی کانسٹیبل نے بات ختم کی تھی،اور ایس ایچ او کے ان کہے سوال کا جواب دیا تھا۔

مہر سوالیہ انداز میں کانسٹیبل کی جانب دیکھ رہی تھی، گویا اپنے لیے اگلے حکم کی منتظر ہو۔

"باقی بی بی آپ۔۔۔"کانسٹیبل ی بات ابھی بیچ میں تھی۔

"مس مہر آپ میرے آفس میں آئیں۔" تیمور نے قدرے سنجید گی سے کہا تھا۔

کانسٹیبل ذرا ٹھٹکی۔۔۔کیا یہاں کوئی پہلے سے موجود تعلق تھا؟

مہر کھڑی ہوئی، پھر کسی ٹرانس میں تیمور کے پیچھے باہر نکل گئی۔وہ کل والا تیمور نہیں لگ رہا تھا

۔

آج وہ کرخت تھا، اسکی حرکات میں عجلت تھی۔

"آپ کو اندازہ ہے کہ اس وقت آپ کس قسم کے خطرے میں ہیں؟" وہ دونوں تیمور کے

آفس میں موجود تھے۔

لہجہ سنجیدہ اور پروفیشنل تھا۔

مہر کچھ دیر خاموشی سے تیمور کی جانب دیکھے گئی۔

اس کے ہاتھ ابھی بھی بھیگ رہے تھے، دل ابھی بھی بیٹھ رہا تھا۔

"مجھے اندازہ ہے، اور میں وہی کر رہی ہوں جو مجھے ایسے حالات میں کرنا چاہیے۔"

"آپ کے ساتھ کوئی مرد کیوں نہیں ہے؟" وہ معمول سے انداز میں بولا تھا۔

مہر کو کچھ چبھا تھا۔ تیمور طعنہ نہیں مار رہا تھا وہ جانتی تھی، لیکن اس کے پاس اس سوال کا

جواب بھی نہیں تھا۔

"آئی تھنک میں اس معاملے میں پنی فیملی کے کسی مرد کو اعتماد میں نہیں لے سکتی یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔"

تیمور خاموش رہا۔اسکی حرکات تھمی ہوئی تھیں۔

"مجھے اندازہ تھا۔" پھر آہستگی سے بولا۔ "اگر تم نے پہلی دفعہ میں یہ شکایت کسی مرد کے ساتھ آکر درج کروائی ہوتی تو شاید وہ خارج نا کی جاتی اور اسے تھوڑی بہت اہمیت دی جاتی، یہ امریکا نہیں ہے۔۔۔۔ مہر کیا تم سمجھ رہی ہو میں کیا کہ رہا ہوں؟"

مہر ٹھٹکی تھی۔۔۔ یہ ایس ایچ او کا لہجہ ایک دم کیوں بدلا تھا۔۔۔ وہ ایسے کیوں بات کر رہا تھا جیسا وہ مہر سے کوئی شناسائی رکھتا ہو۔

"مہر تم نے پہلے کبھی ایسا کچھ فیس نہیں کیا۔ یہ اتنا آسان نہیں جتنا تم سوچ رہی ہو۔"

وہ مہر کے سامنے جو تاثر بھی بنائے ہوئے تھا، اب وہ ڈھ چکا تھا۔

بولتے ہوئے تیمور نے عادتاً چہرہ اٹھایا تو وہیں ساکت ہوا۔ مہر کا چہرہ دیکھا، وہ تیمور کو ایسے کیوں دیکھ رہی تھی جیسے کوئی تیمور نے اسے کسی جنگ میں دغا دے دیا ہو۔۔ وہ بے بسی اور طیش کا امتزاج تھا۔ کیا وہ بدگمانی تھی؟

Clubb of Quality Content!

تیمور خاموش ہو جانا چاہتا تھا۔۔۔وہ ایک لفظ بھی اور ادا نہیں کرنا چاہتا تھا جو مہر کو طیش دلاتا یا جو مہر کو بدگمان کرتا۔پر کہنا ضروری تھا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ ان سات سالوں میں کیا بدلہ تھا اور کیا نہیں۔

مہر کہاں کھڑی تھی، کیوں مہر کے ساتھ دوسرے چکر میں بھی کوئی مرد نہیں تھا، آخر مہر میں تنہا رہنے کی اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی؟پر بولتے بولتے اب اسکا لہجہ نرم پڑا تھا۔

"تعاقب کار کو لگتا ہے کہ آپکو اسکی ضرورت ہے، کہ اگر آپ اس سے ملے تو آپ فوراً اسکی محبت میں گرفتار ہو جاوگے۔اسے آپ سے عظیم ہمدردی۔۔۔۔۔۔جو کہ اس کے نزدیک بلکل درست عمل ہے"وہ سمجھا رہا تھا۔۔۔

اور

"تیمور تم واقعی ایک پولیس آفیسر لگ رہے ہو۔"وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

تیمور ٹھٹکا تھا۔چہرہ اٹھا کر مہر کی جانب دیکھا۔وہ اسے کیا بتا رہا تھا اور وہ اس سے کیا کہہ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

جو وہ نہیں سمجھ سکا وہ یہ کہ وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ بھی اس تھانے میں موجود باقی لوگوں جیسا ہے۔

"ویل۔۔۔" تیمور کی آواز مدھم پڑی تھی، "مہر۔۔۔" آواز اور مزید ڈوب گئی۔۔۔

وہ خاموش ہو گیا۔ کچھ لمحے یوں ہی سرک گئے۔ اور اس پورے وقت میں مہر کی نگاہ تیمور پر ہی جمی تھی اور تیمور کی نگاہ نیچے کھلی فائل پر۔

"تمہارے کیس کو لے کر میرے کچھ شکوک ہیں جو کہ اس لال جوڑے کی ڈی این اے رپورٹ آنے پر صحیح یا غلط ثابت ہو جائیں گے۔ تب تک کے لیے، تمہیں تاکید کی جاتی ہے ہو سکے تو اپنی کسی دوست یا رشتہ دار کے گھر رہو، اپنا آفس آنے جانے کا روٹ بدلو اور اگر ہو سکے تو کسی کے ساتھ سفر کرو۔ تعاقب کار کے لیے تمہاری تنہائی ایک بڑا ٹریگر ہے۔"

مہر نے اثبات میں سر ہلایا پھر اپنا بیگ کندھے پر ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تو وہ شناسائی یوں کھولنے والا تھا، وہ پہلی ملاقات میں ہی بتا سکتا تھا کہ وہ مہر کو جانتا ہے، آخر اتنا احتراز بھی کیوں برتا گیا۔ "تھینک یو سو مچ، ایس ایچ او عالم۔۔۔ میں تاکید کا خیال رکھوں گی۔" وہ کچھ نالاں تھی، کہتی اٹھ گئی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

اس عورت کو ہمیشہ بھاگنے کی اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے۔ تیمور کا بولتا منہ واپس بند ہو گیا۔

وہ نہیں بدلی تھی، وہ پچھلے سات سالوں میں بھی نہیں بدلی تھی۔

مہر وہاں سے جا چکی تھی۔

تیمور نے ایک گہرہ سانس خارج کیا پھر پاس پڑے فون پر کال ملانے لگا۔

تھانے سے باہر آکر مہر نے اپنے آفس کے لیے آٹو پکڑا، اور معمول کی طرح اس میں بیٹھ گئی۔

دوسری دفعہ یہاں آنا اتنا خوفناک نہیں تھا۔

چلتے آٹو میں اسکی نگاہ باہر سڑک پر دوڑتی گاڑیوں میں کہیں کھونے لگی۔

مہر کو اِس شخص سے جُڑا اپنا ہی ماضی کسی اور کی کتھا لگ رہا تھا، اور دور کھڑے ہو کر دیکھنے میں ناجانے کیوں اسے ہنسی آرہی تھی۔ جیسے ایک بھولا بھٹکا خوب تھا، جو کسی ٹیگر پر ایک دم سا واپس یاد آگیا تھا۔

جو چیزیں آپ ماضی میں چھوڑ دیتے ہیں انھیں ماضی میں رہ جانا چاہیے، کوئی تک نہیں بنتی کہ وہ یوں کبھی ایک دن کی تپتی دوپہر میں اپنی مکمل مانوسیت لے کر آپ کے سامنے آن کھڑی ہوں۔

شاید مہر اس امر سے ناواقف تھی۔۔۔کہ دنیا گول ہے۔

لنچ کے بعد مہر اپنے کیبن میں آکر بیٹھی تھی، اسکا کیبن بلکل کھڑکی کے ساتھ جو کہ اسکی جاب کے بارے میں اسکی سب سے پسندیدہ چیز تھی، اس سے پہلے وہ دوبارہ ایک دفعہ ایچ آر آفس گئی تھی، وہاں اس نے دوبارہ معلوم کرنا چاہا اگر کوئی مشقوق شخص سی سی ٹی وی فوٹیج میں پکڑا گیا ہو۔

معلوم ہوا تھا کہ اس دن کے بعد سے ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔اور اس امر نے اور کچھ تو بدلا ہو یا نا ہو لیکن اب ایچ آر آفیسر کو پکا یقین آچکا تھا کہ وہ مہر کا عاشق ہی تھا، آفیسر کی نظروں میں فتح تھی۔

مہر ایک تکان کے ساتھ وہاں سے باہر آکر اپنے آفس میں بیٹھی تھی۔

پولیتھین کپ ہونٹوں کو لگائے، کافی کے سپ لیتی وہ کھڑکی سے باہر کی دنیا دیکھ رہی تھی، کھڑے دن اور لوگوں کے عین درمیان بیٹھ کر اس کا خوف اتنا بڑا معلوم نہیں ہوتا تھا۔تنہائی

کا خوف، تعاقب کار کا خوف۔۔۔اور پھر سیلف ڈیفنس کا سامان تو وہ ویسے ہی اپنے پاس رکھتی ہی ہے،اور اسی سب سوچوں کے ساتھ وہ واپس اپنے معمول پر آگئی۔

دن معمول کے مطابق ختم کیا آف کے بعد باہر نکل آئی۔

"مہر کیا میں نے صحیح سُنا ہے؟"

سارا اس کے ساتھ ساتھ باہر آئی تھی۔

"کس متعلق؟"اندر سے مہر کو سو فیصد یقین تھا کہ سارا کس متعلق بات کر رہی تھی۔

"کہ تمہارا بوائے فرینڈ یہاں کمپنی کے باہر آتا ہے،بار بار، کسی سائیکو اسٹاکر کی طرح؟"

مہر کی چال برقرار رہی۔۔۔"میرا کوئی بوائے فرینڈ بھی ہے؟مجھے نہیں پتا تھا؟اس آگاہی کا بہت بہت شکریہ سارا۔"

سارا نے ہونٹ نکالے۔۔"مطلب میں صحیح تھی، یہ افواہ ہی ہے۔بھلا تم اکیلی رہتی ہو تم کیوں اس طرح کے لوگوں سے تعلق بناو گی اور میں جانتی ہوں تم بوئے فرینڈ شرینڈ نہیں رکھتی۔"

اگر سارا جانتی تھی تو پھر پوچھنے کی کیا ضرورت تھی،مہر نے کہا نہیں پر ایک کوفت سی ہوئی۔

ماضی کی ایک ریل سی اسکی یاداشت میں ابھری۔

لوگ بھولتے نہیں ہیں، لوگ خاموش نہیں رہتے، لوگوں کو بولنا ہے بہت بولنا ہے اور فضول بولنا ہے۔اندر بے وجہ ایک تلخی سی تھی۔سارا اسے راستہ جدا ہوا اور وہ اپنے پوئنٹ کی جانب بڑھ گئی۔

پوئنٹ مہر کو سوسائٹی کے سامنے اُتار کر جا چکا تھا۔

دن کی روشنی مدھم ہو رہی تھی اور سوسائٹی کے داخلی دروازے پر موجود گارڈ غائب تھا، ہاں پر اسکی گن اور کرسی اسکی جگہ پر ہی موجود تھی۔اچانک ایک گاڑی اس کے برابر میں آ کر رُکی ۔مہر ایک جھٹکے سے رُکی، مڑ کر دیکھا۔۔وہ پولیس پیٹرول کار تھی۔

ایک پولیس آفیسر نے کھڑکی سے سر نکالا۔

"بی بی آپ سے کہا گیا تھا کہ کچھ عرصہ تنہائی سے گریز کریں۔کیا آپ کے کوئی دوست یا رشتہ دار نہیں ہیں جہاں آپ کچھ عرصہ رُک سکیں؟"اس کے لہجے میں سختی تھی۔

"نہیں۔"مہر دوبدو بولی تھی۔"میں بلکل ٹھیک ہوں اور اپنے گھر میں ہی سیٹ ہوں، آپ لوگ اپنی ڈیوٹی کریں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میڈم آپ نے تعاون نام کی کسی چیز کے بارے میں سن رکھا ہے؟"

"اگر مجھے ضرورت محسوس ہوگی تو میں کچھ نا کچھ کرلوں گی۔" کہتی وہ وہاں سے چل دی۔

تیز تیز قدم اٹھاتی، ایک شرمندگی سی اس کے وجود کا احاطہ کرنے لگی۔

وہ جانتی ہے تعاون کیا ہوتا ہے۔ وہ جانتی ہے وہ کس خطرے میں ہے،

چلتے چلتے مہر کے قدم سست پڑے، دماغ میں لنچ ٹائم کا منظر امڈ سا آیا۔

"سارا تم اکیلی رہتی ہو یا تمہارے ساتھ اور لڑکیاں بھی رہتی ہیں؟"

مہر نے لنچ کے دوران سارا سے اچٹتا سا پوچھ تھا، سارا کا آبائی گاوں دوسرے شہر میں تھا وہ یہاں جاب کے سلسلے میں کرائے پر رہتی تھی، کم ہی چانس تھے کہ وہ تنہا رہتی ہوں یقیناً وہ دوسری لڑکیوں کے ساتھ جگہ بانٹ کر رہتی تھی۔

"نہیں یار میرے ساتھ دو لڑکیاں اور بھی رہتی ہیں۔"

مہر اس بتانا چاہتی تھی، اسٹاکر والا واقع اور پھر یہ کہ کیا وہ سارا کی طرف آسکتی ہے، کیونکہ وہ مائدہ اور عدیل بھائی کو پتا نہیں چلنے دے سکتی۔

"کیوں مہر تم کب سے انٹرسٹڈ ہو گئی میرے رہنے میں؟ کیا تم بھی گھر ڈھونڈ رہی ہو؟ پر تمہارا تو اپنا گھر ہے۔۔ہاو ولکی نا یار۔۔بلکہ ایک کام کرو تم نا مجھے اپنے ساتھ کرائے پر کھ لو، بہت مزہ آئے گا۔"

اور ایک دم مہر کی طبیعت میں ایک ہچکچاہٹ سی ابھری، اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں یار میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔ میں کیوں کہیں اور جا کر رہوں گی جب میرا اپنا گھر ہے، آخر کو میں نے اپنا گھر لیا ہی کس لیے ہے۔"

جاب کی وجہ سے وہ زیادہ دور بھی نہیں جا سکتی تھی۔اور پاس کا آپشن سارا کا ہی تھا وہ بھی ناممکن ثابت ہو چکا تھا۔

سو گھر پہنچ کر مہر نے سارے لاکس ڈبل چیک کئے اور سارے پردے برابر کر کے پھر سکون سے بیٹھی۔

وہ نیچے نہیں گئی تھی، نا ہی مائدہ سے ملی۔۔۔وہ مائدہ کو یہ سب نہیں بتا سکتی تھی۔اور نا ہی عدیل کو، بلکہ کسی کو بھی نہیں۔۔۔کیونکہ اگر جو کسی کو یہ بات معلوم ہو جاتی تو یہ اسکی آزادی پر پہلا طعنہ ہوتا۔

وہ خوف جو کھڑے دن کی روشنی میں لوگوں کے عین درمیان بیٹھ کر غائب ہو چکا تھا، اب خاموش گھر اور اکیلے پن میں واپس امڈ رہا تھا۔

کیا اتنا ضروری تھا، کہ اگر جو مہر نے اپنی ذات کے لیے کچھ چن ہی لیا تھا تو اب دنیا اس پر اس طرح مشکل کر دی جاتی۔ ایک تنہا عورت کے لیے سکون کیوں نہیں رکھا گیا، کیوں اس کے لیے امتحانوں کا ایک انبار ہے اور نتائج میں بھی کسی قسم کا مارجن نہیں۔

پیٹرول آفیسرز تیسرے راونڈ پر رُک کر چائے پینے میں مصروف تھے جب ایک سیاہ suv عین اُن کے سامنے آ کے رکی۔ گاڑی کا دروازہ کھلا اور زمین پر اترتے قدم باہر آئے۔

جِم کے لباس میں وہ ایس ایچ او عالم تھے۔

"ارے سر آپ یہاں اس وقت، وہ بھی اپنی ذاتی کار میں؟ خیریت؟"

"تم لوگوں کی پیٹرولنگ کہاں تک پہنچی؟"

"سر ابھی تک تو سب صاف ہے، ہمیں کوئی مشقوق حرکت معلوم نہیں ہوئی۔ پر وہ میڈم منع کرنے کے باوجود اپنے گھر ہی آ گئیں، ایک تو ان خواتین کا دماغ نا جانے کونسی زبان سمجھتا ہے ، اگر بھلا حفاظت نہیں چاہیے تھی تو پھر شکایت درج کروانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مجھے تو

لگ رہا ہے کوئی تعاقب کار نہیں ہے بس انکا وہم ہے، ان عورتوں کو آج کل وہم بھی بہت ہوتا ہے۔ کوئی پرانا عاشق ہو گا، کوئی بات انا پر جا لگی ہو گی اور اب اڑ گیا ہو گا اپنی من مانی پر۔"

تیمور کچھ دیر انکی جانب دیکھے گیا پھر آفیسر کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑا اور اس کی ٹوپی کے اوپر رکھ دیا۔

"یہ کپ تمہارے سر سے گرا اور یہاں تمہاری چھٹی۔" کہتا وہ واپس گاڑی کی جانب آیا فون پر ایڈریس چیک کرنے لگا اور پھر جاتے جاتے آفیسر کے پاس سے گزرا۔

"اور اگر خاتون کو کوئی نقصان پہنچا تو بھی تمہاری چھٹی۔"

فون جیب میں اڑستا، قدم اسی راہ پر ڈال دیئے جہاں سے کچھ دیر قبل مہر گزر کر اپنے گھر گئی تھی۔

راستے میں ایک وجود عین اسکے برابر میں آکر رُکا تھا۔

تیمور رُکا، چہرہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔ وہ ایک خواجہ سرا تھا، اور وہ کسی تفصیلی جانچتی نگاہوں سے تیمور کو دیکھ رہا تھا۔

"کون ہیں آپ صاحب؟ پہلے تو آپ کو یہاں نہیں دیکھا راخی نے۔"

تیمور نے ایک نگاہ اطراف میں ڈالی پھر سیدھا ہوا۔اپنا پولیس کارڈ اس کے سامنے لہرایا۔۔"

اسکا مطلب سمجھتے ہو؟"

راخی کچھ دیر تو اسے دیکھے گیا، پھر چہرہ جھٹکا۔۔۔اور وہاں سے ہٹ گیا، لیکن دور جاتے جاتے تیمور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے انگلیوں سے اشارہ کیا، گویا کہہ رہا ہو، میں تم پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔

تیمور مطلوبہ پتے پر پہنچا۔۔۔گھر سے کچھ فاصلے پر رُک کر ایک تفصیلی نگاہ ڈال رہا تھا جب جیب میں پڑا فون بجا۔خبر اوپر پہنچ چکی تھی۔سامنے گھر میں پھیلے آم کے درخت کے اختتام تک نگاہ دوڑائی۔

Clubb of Quality Content

فون کان کو لگایا۔اور دوسری جانب ڈی ایس پی نے گلا پھاڑا گیا۔جیسا کہ کچھ مردوں کو عادت ہوتی ہے۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے،اور تمہیں یہی سب کرنا ہے تو ایس ایچ او کی وردی واپس کرو اور چوکیدار کی وردی میں خود تمہیں گفٹ کر دوں گا۔ تمہیں پروٹوکول بھی پتا ہے یا نہیں؟"

"مجھے نہیں پتا آپ کو کیا خبر ملی ہے لیکن میں صرف اپنی جاگنگ پر ہوں۔"

"گھر سے ایک گھنٹہ دور اپنی سیاہ suv چلا کر تم جاگنگ کرنے گئے ہو؟ مجھے بھی تو پتہ چلے اتنا کونسا عالیشان گارڈن ہے؟"

عالم نے ایک نگاہ اپنے اطراف میں ڈالی۔

"عایشان کا تو پتا نہیں پر کافی پر سکون ہے۔"

دوسری طرف فون کھٹاک سے بند ہوا تھا۔

تیمور نے فوراً دوسری کال ملائی تھی۔ جو کہ سیدھی سوسائٹی کے منتظم نے اٹھائی تھی۔

"ارے جی ایس ایچ او صاحب آپ نے کیسے یاد کیا ہم بندہ ناچیز کو۔"

"اردالی صاحب جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، آرمی کے فنڈز میں سے حصہ لے کر بنائی جانے والی اس سوسائٹی میں پیچھے تین ماہ پہلے سی سی ٹی وی کیمرے لگ جانے چاہئے تھے۔ خیریت ہے، کیا اب ان ویزیبل کیمرے آنے لگے ہیں مارکیٹ میں؟ کیا وہ زیادہ پائدار ہیں؟"

دوسری جانب اردالی صاحب کو اتھو چھڑا تھا۔

"آپ۔۔۔ آپ سوسائٹی میں آئے ہوئے ہیں، آپ اکیلے کیوں آ گئے، آپ مجھے بتاتے میں آپ کو اپنے ساتھ لے کر آتا۔۔۔ ویسے بھی ابھی تعمیراتی کام مکمل نہیں ہوا ہے۔۔۔ اور

Clubb of Quality Content

کیمروں کا نظام ابھی کچھ نقائص کی وجہ سے ذرا کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔۔۔ ورنہ ایسی تو کوئی دیر نہیں ہے۔۔۔ آپ رُکیں میں آتا ہوں وہیں آپ کے پاس۔۔"

"آپ اپنے لال ہجرے اور پیلی دھوتی میں ہی آرام فرمائیں اردالی صاحب۔ ایسا کچھ نیا نہیں ہے، یہ سب تو چلتا ہی رہتا ہے۔ کھٹائی کی دہی میں خود ہی بنالوں گا۔"

اردالی صاحب اپنے پیلے نائٹ سوٹ میں اڑتے پھڑتے اپنے ہجرے سے باہر کی جانب بھاگے تھے جہاں موجود عورتیں اس اچانک کی ہڑ بڑائی پر ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہی تھیں۔

کال بند کر کے تیمور نے کان کو لگا ڈیوائس آن کیا۔ دوسری جانب رابطہ ملا۔

"جی سر؟"

"فاروق مجھے یہاں تین اینگلز پر کیمرے چاہیئے ہیں، اتنی ہی خاموشی سے جتنی خاموشی سے تم اپنی کیسز کی فائلز گم کرتے ہو۔"

دوسری جانب سب انسپکٹر ذرا ہڑ بڑایا تھا۔

"جی،، جی۔۔۔ سر میں ابھی بندے بھجواتا ہوں، بلکہ میں خود اپنی نگرانی میں کیمرے انسٹال کرواوں گا۔ آپ کو کل صبح ہی سے فوٹیج کا کنکشن مل جائے گا۔"

"جب تک کیمرے انسٹال نہیں ہوتے پیٹرول آفیسرز مکمل آلاٹ رہیں گے۔"

"جی سر۔"

ڈیوٹی کا وقت ختم ہوا جاتا تھا۔

وہ واپس اپنی suv کی جانب آیا۔

بات مکمل کر کے تیمور نے کان میں پڑی ڈیوائس نکال دی جو کہ اسکے کندھے سے پیچھے کی جانب لٹک گئی۔

دماغ کے نہاں خانوں میں ایک تصویر اُبھری۔ایک گھٹڑی بنا وجود ہسپتال وارڈ کے ٹھنڈے فرش پر پر سکون سا سو رہا تھا۔وہ اسے جگا نہیں سکتا تھا، وہ اسے کچھ اوڑھا نہیں سکتا تھا، وہ اسکے سر تلے کچھ دھر نہیں سکتا تھا ہاں پر وہ دور کچھ فاصلے پر بیٹھ کے اسکی چوکیداری کر سکتا تھا۔

سات سال قبل، تیمور عالم کو کسی کی چوکیداری کا فرض تھمایا گیا تھا۔

سیاہ suv عالم شاہ ولا کے سامنے آ کر رکی تھی۔وہاں پہلے سے موجود گاڑیوں کے پیچھے گاڑی پارک کی گئی اور پھر تیمور اس سے نکلتا اندر بڑھ گیا۔

داخلی دروازے سے داخل ہوتے ہی ایک ملازم اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا تھا۔۔۔چلتے چلتے تیمور نے اپنی گھڑی، بریسلیٹس ،انگوٹھی۔۔کارڈ گن ااور بٹوا ملازم کو پکڑاتا گیا تھا اور عین اسکے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر ملازم پیچھے ہو گیا اور تیمور عالم اندر چلا گیا۔

پشت پر دروازہ بند کر کے وہ لمحے کوُر کا تھا۔چند گہرے سانس لیے۔

اسکے بیڈ کے عین سامنے لٹکتے گھڑیال پر رات کے گیارہ بج رہے تھے۔اپنی وردی کے بٹن کھولتا وہ شاور کی جانب بڑھ گیا۔

کمرہ کا خلاء واپس مکمل ہو گیا۔

وہ کمرہ تیمور کے مزاج سے مکمل میل کھاتا تھا۔

لکڑی کا انٹیریر اور بھورا رنگ ایک مصروف سا تاثر بنائے ہوئے تھے۔دیواروں پر جا بجا پرانے تاریخی گھڑیال اور شیلفوں پر انٹیک پیسسز موجود تھے۔لیکن پھر بھی کمرے کی وسعت میں کوئی خاص کمی نہیں آئی تھی۔

کمرے کے عین وسط میں وہ شاہانہ سا فانوس لٹک رہا تھا۔

وہ اپنا مکمل وقت لے کر فریش ہو کر باہر آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑکی کے قریب میز پر دھرے کیسٹ پلیئر میں کیسٹ لگا کر چلائی تھی۔

کچھ دیر پلیئر نے کمرے کی خاموشی سے ہمکلامی کی۔

وہ اپنی میز کی جانب آیا جہاں بہت سی کھلی کچھ ابھی ان چھوئی فائلز اور ڈھیروں کام اسکی توجہ کے منتظر تھے۔

اور پھر ضیاء محی الدین نے ایک گہرہ سانس بھرا۔

اور فیض احمد فیض کے الفاظ اپنے لبوں پر ادائے خاص سے رکھے۔

پھر کوئی آیا دل زار~

ایک گہرہ سانس خارج کیا گیا تھا۔

نہیں~

کوئی نہیں~

تیمور کی حرکات اب سست اور پر سکون تھیں۔

اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا~

تیمور نے بھٹی کیس کی فائل اٹھائی اور اپنے بیڈ کے کنارے آبراجمان ہوا،

پسِ منظر میں الفاظ گھلتے رہے۔

فائل ران پر ٹکائی اور اس پر ایک تفصیلی نگاہ دوڑاتا، دونوں ہتھیلیاں پیچھے کی جانب ٹکائیں یوں کہ کندھوں کا سارا ابھار ان پر جاتا رہا۔

کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجائیں۔"

دروازہ ہلکہ سا وا ہوا اور ایک صنف نازک ایک ہاتھ میں ایک گلاس لیے اندر داخل ہوئی۔

"ارسلان سو گیا تو آپکو یاد آگئی اپنی دوسری اولاد کی بھابی؟"

فائل سے نگاہ اٹھائے بنا مصنوعی خفگی سے کہا گیا۔

ستارا، تیمور کے بڑے بھائی کی بیوی،۔۔۔ہنسی تھی۔۔۔۔

"آج ارسلان نے بہت ستایا۔۔ یہ میں نے اس کے سر پر لگانے کو تیل بنایا تھا مگر وہ سو گیا، سوچا تمہارے لگا دوں۔ پر تم تو شاور لے چکے۔"

تیمور غیر محسوس انداز میں بیڈ پر سے پھسلتا نیچے آن بیٹھا۔ اور بیڈ کا کنارہ تھپکا۔

"پر تمہیں پھر شاور لینا پڑے گا چھوڑو، میں کل ارسلان کے ہی لگا دوں گی۔"

"ارے بھابی لگادیں، روز روز کہاں اتنی مہربان ہوتی ہیں آپ۔ آپنے شوہر اور بیٹے کے علاوہ کسی پر نظر ہی کہاں ڈالتی ہیں آپ۔۔۔اور میرا دماغ جتنا خشک ہے بھلے پورے پاکستان کا تیل لگادیں آپ اس میں۔"

ستارا ہنستی سر اثبات میں ہلاتی چلی آئی اور تیمور کی پشت پر بیڈ کے کنارے بیٹھ کر تیمور کے سر میں تیل ڈالنے لگی۔

وہ گنگناتا فائل میں مگن تھا۔

"تیمور۔"

"ہوں۔۔"

"اور کتنا انتظار کرو گے؟ اب کرلو نا شادی۔۔۔دیکھو پھر اچھی لڑکیاں نہیں ملیں گیں۔" وہ بھی مکمل دل سے نہیں بولی تھیں، ایک سرسری سی کوشش تھی۔۔جو وہ ہمیشہ کرتی رہتی تھیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ بے سود ہے۔

"بھابی آپ کو پتا ہے میں لڑکیوں میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔" کسی معمول کے ساتھ کہا گیا تھا۔

"ہاں ہاں تم مہر النساء میر میں انٹرسٹڈ ہو اب چاہے وہ ایلین ہی کیوں نا ہو۔پر بھئی بس ہو گیا نا ۔۔۔اب کب تک انتظار کرو گے،اس کے تین چار بچے بھی ہو چکے ہوں گے اب تک۔۔ لڑکیاں اتنی دیر کسی کا انتظار نہیں کرتیں۔اور کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے کہ کوئی مہر النساء اجود نہیں رکھتی،یہ تمہارے دماغ کی اپنی کوئی تصوراتی پیداوار ہے۔"

تیمور کے ہونٹوں کے کنارے اٹھے تھے۔

"بھابھی مہر النساء کسی کا انتظار نہیں کرتی۔اسے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تو تم پھر تم کس آس میں بیٹھے ہو تیمور؟"

لوگوں کو پینلوپ سے بہت شکایات ہیں۔

"بھابی میں آپ کو ایک قصہ سناوں؟"

"بات مت بدلو۔"ستارا نے اسکے بالوں میں مساج کرتے ہوا میں ایک مصنوعی چپت رسید کی تھی۔

"نہیں بھابی سنیں تو سہی،مزہ آئے گا۔۔۔یہ صرف ایک قصہ نہیں ہے۔۔۔میری پچھلے سات سالوں کا حاصل ہے۔

"کہو، میں سن رہی ہوں۔"

تیمور نے فائل کا صفحہ پلٹا، منظر میں اب صرف سُر رقص کر رہے تھے۔

ساتھ تیمور کی متوازن سی آواز ایک قصہ بننُے لگی۔ جیسا کہ وہ قصہ خوانی کا ماہر تھا۔

ایک مرتبہ ایک مکھی نے شاہ پروانہ سے کہا کہ بھئی ہم بھی تمہارے جیسے ہی ہیں۔

دو ہی پر ہیں اور ایک جیسی ٹانگیں، ایک سے وجود اور ایک سی فراست۔ تو پھر تم مان لو کے ہم مکھیاں بھی پروانہ ہیں، ہمیں بھی اپنے لوگوں میں شامل کر لو۔

شاہ پروانہ نے کہا تو ٹھیک ہے پھر، ایک کام کرتے ہیں۔۔۔

ایک اڑان ہم بھرتے ہیں اور ایک اڑان تم بھرو۔۔

تلاش دونوں کی ایک ہی ہو گی۔۔۔

ایک شمع۔

مکھی نے ہاں بھری اور اُڑ نکلی، شمع تلاشنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ وہ قریب گاؤں دیہاتوں میں مختلف روشنیاں دیکھ کر واپس آئی اور شاہ پروانہ کو اطلاع کی کے لو ہم نے تو روشنی ڈھونڈ لی۔

اب تم اپنے پروانوں کی بات کرو۔۔۔وہ تو ابھی تک نہیں لوٹے۔۔۔

مطلب انھیں تو کچھ بھی نہیں ملا۔

یوں ہماری جیت کا فیصلہ سنا ڈالو۔

شاہ پروانہ ہنسا، پھر بولا۔

جیت کا اعلان تو ہو چکا۔

ایک پروانہ جب شمع کو پالیتا ہے تو وہ کبھی واپس نہیں لوٹتا۔

پروانے کی اڑان شمع پر ختم ہو جاتی ہے۔

تیمور عالم کی تلاش مہر النساء میر پر مکمل ہوتی ہے۔اسے کہیں واپس نہیں لوٹنا۔

"چچ۔۔تیمور۔۔۔تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔تم بس ان لفظوں اور شاعری سے ہی خود کو

بہلاتے رہنا۔"

"پتا ہے بھابی شمع اور پروانے میں سے عشق کون کرتا ہے؟

پروانہ۔

یہ پروانہ ہی ہے جو پھر اس عشق کی کہانی کو جہاں جہاں لیے پھرتا ہے۔

شمع بے نیاز ہے. اسے فرق نہیں پڑتا کتنے پروانے اسکے عشق میں جل گئے اور کتنے پر اس کے تھال میں بھرے پڑے ہیں.

"شمع پر غرور جچتا ہے۔"

اور،

منظر میں سُر تھم چکے تھے۔

فائل کے کنارے پر اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان کسی نرمی سے صفحے کا کنارہ مسلتا وہ بولا تھا۔

"مہر النساء میر پر غرور جچتا ہے۔" کچھ ااحساسات کی صداقت انھیں نہایت معصوم بنادیتی ہے ۔

"اور تیمور عالم پر اسکی پروانہ گری۔"

"اور اگر میرے وجود کو پروانہ بنادیا جائے نابھابی، نہیں پروانے....

ویٹ میرے اتنے بڑے وجود کے انگنت پروانے بن جائیں گے..."

ستارا نے اب کے اصلی چپت رسید کی تھی۔ پر وہ کمزور تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو بھی وہ سب پروانے مہر النساء میر کی جانب ہی جائیں گے۔

وہ خوش نصیب ہوں گے۔

وہ اس کے رخسار چھوئیں گے اور انکے پر اس کے دامن میں نیند آ خرلیں گے۔"

تیمور کی پشت پر ایک سسکی فرار ہوئی تھی۔ کمزور ہاتھوں سے ناک رگڑا گیا تھا۔

تیمور نے سر نہیں اٹھایا۔ ویسے ہی فائل کا اگلا صفحہ پلٹا۔

"اگر تمہاری محبت اتنی سچی ہے تو اتنی کمزور کیوں ہے، پا کیوں نہیں لیا تم نے ابھی تک اسے

"۔

ستارا کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"بھابی مکمل لوگوں کی زندگی میں داخل نہیں ہوا جاتا۔ وہ آپ کو خود اپنی دنیا میں داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ صرف ایک درخواست انکے دروازے پر ڈال کر پھر انتظار کر سکتے ہو۔۔۔ آپ انکی دنیا کی حدود کے کنارے کنارے پھرتے رہ سکتے ہو، اندر جھانکنے کی کوشش کر سکتے ہو، پر انکی دیواریں بہت اونچی ہوتی ہیں۔۔۔۔ میں نے مہر النساء میر کی مکمل دنیا کی حدود پر ایک کٹیا بنا رکھی ہے۔

میں اس کٹیا میں بہت خوش ہوں۔

کیونکہ مجھے پتا ہے کہ اگر کبھی وہ اپنی مکمل دنیا کے کنارے پر آ کر دیکھے گی تو سب سے پہلے اسکی نظر میری کٹیا پر پڑے گی۔"

تیمور کے لہجے میں ایک معصوم اعتماد تھا۔ایک تنکے کے سہارے پر کھڑا وہ اعتماد بہت بڑا تھا۔

پر تیمور عالم پر وہ اعتماد جچتا تھا۔

گویا اسکی ذات کا خاصہ ہو۔

ایک نمایاں خاصہ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۳

آج مہر نے آفس سے آدھے دن کا آف لیا تھا۔

عدیل کے دوست کی جانب سے ریزرو کروائی گئی ٹیبل ہوٹل کے روف ٹاپ پر تھی۔

عدیل کی عزت میں اس نے ایک دفعہ کی ملاقات کے لیے ہاں کر دی تھی۔

مائدہ نے شاید ہی کبھی کسی امر میں اتنی جلدی دیکھائی ہو جتنی مہر کی ملاقات سیٹ کروانے میں دیکھائی تھی۔

شام ابھی ڈھلی نہیں تھی، دن کافی حد تک موجود تھا لیکن دھوپ کی گرمائش مر چکی تھی اور ہوا میں خنکی آملی تھی۔ مہر کو خنکی سا کچھ خار تھا۔

اور وہ خار اسکی ملاقات شروع ہونے سے پہلے ہی اس کے موڈ کے اعتدال کو خراب کر رہا تھا.

تب ہی کوئی عجلت میں اس کے سامنے آیا.رُکا.کچھ سانس لیے پھر مہر کے متوازی میز کی دوسری طرف کرسی کھینچ فکر بیٹھ گیا۔

مہر نے اسکے پورے حلیے پر ایک نگاہ ڈالی تھی۔

کوئی بھی بتا سکتا تھا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے۔

ایک صاف اور شفاف سا حلیہ، مناسب قد پر سفید جلد اور ہلکا پھلا سا معلوم ہوتا مزاج۔

"آئم رئیلی سوری مس مہر النساء، دراصل ایک چھوٹی سے ایمر جینسی تھی، پر میں نے مکمل کوشش کی کے میں وقت پر پہنچ سکوں۔"لہجہ بھی اسی قدر صاف تھا۔

مہر مسکرائی۔

"اٹس او کے ڈاکٹر برہان، اٹس کمپلیٹ لی انڈر سٹینڈ ایبل۔

اور ہاں آپ مجھے بس مہر بلا سکتے ہیں۔"

سامنے موجود وجود کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے، عجلت اور معذرت خواہانہ تاثر جاتا رہا۔

وہ بھی مسکرایا۔اس مسکراہٹ قدرے پر کشش تھی۔

"تھینکس فار انڈر اسٹینڈ نگ۔"

Clubb of Quality Content

ان کے درمیان ایک معمول کی گفتگو چھڑی تھی۔

بات سے بات نکلتی خود بخود ایک ردھم بنتا گیا۔

"مس مہر آپ اپنے لائف پارٹنر میں کیا دیکھی ہیں ؟"

مہر ٹھٹکی تھی،۔۔۔اسے ہر گز توقع نہیں تھے کہ کوئی اس کی چوئس کے بارے میں خود سے پوچھا جائے گا۔

مہر نے کچھ وقت لیا تھا۔

"کہ وہ مجھے ایسے ہی قبول کرے جیسی میں ہوں، شاید۔۔۔" ہلکے پھلکے انداز میں کہا تھا ۔کوشش تھی کہ اسکی اپنی بات ہی کوئی پتھر پر لکیر نا معلوم ہو۔ گنجائش باقی رہے۔

"اور اگر وہ نا کر پائے تو۔" برہان کے لہجے میں سنجیدگی نہیں تھی، واضح تھا وہ بس ہلکا پھلکا سا مزاق کر رہا تھا۔

"پھر میں نہایت سہولت سے خود ہی پیچھے ہو جاوں گی۔"

"پر یہ تو بہت جلدی give up نہیں ہو جائے گا؟"

مہر جواباً بس مسکرائی، اثبات میں سر ہلایا، اس سے پہلے کے وہ ڈاکٹر برہان کی بات کا جواب دیتی، ڈاکٹر برہان کے فون پر میسج کی بپ ہوئی۔

"اوہ آئم سوری." ڈاکٹر نے فوراً فون سائلنٹ کیا.

بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا.

مہر نے دوبارہ بولنے کو منہ کھولا تھا کہ، وہ واپس بند ہو گیا ۔

سامنے پڑا فون مسلسل وائبریٹ ہو رہا تھا، گویا دھڑا دھڑ میسجز، آ رہے ہو۔

ڈاکٹر برہان نے خود ہڑ بڑا کر فون آن کیا۔

مہر کچھ دیر ڈاکٹر کی شکل دیکھتی رہی۔ وہاں ایک رنگ آ رہا تھا اور دوسرا جا رہا تھا۔

"از ایوری تھنگ آلرائٹ؟" آخر کہہ ہی دیا جس پر برہان نے فون سے چہرہ اٹھایا، مہر کی جانب دیکھا.

"میری طرف تو سب ٹھیک ہے مس مہر لیکن، مجھے لگتا ہے کہ آپ کچھ۔۔۔ بھول۔۔۔ رہی ہیں۔"

مہر کا چہرہ سوالیہ نشان بنا،

"میں سمجھی نہیں؟"

برہان نے فون کی اسکرین مہر کے سامنے کی۔

وہ ایک ان ناون نمبر سے ٹیکسٹ چیٹ تھی، جس میں لاتعداد تصاویر اور ویڈیوز تھیں۔

مہر کی تصاویر،

مہر کی ویڈیوز۔

زندگی کی کچھ عجیب سی عادتیں ہیں، کبھی کبھی وہ آپ کو ایک نرم ملائم گاوپر لا بیٹھاتی ہے، جیسے کہ کچھ مشکل تھا ہی نہیں، جیسے کہ آپ کے سارے خوف بے معنی تھے، اور وہ لمحہ اداس قدر قائل کرنے والا ہوتا ہے کہ آپ فوراً سے پر سکون ہو جاتے ہو، اور عین اس سے اگلے لمحے آپکو نہایت بے دردی سے واپس پٹخ دیا جاتا ہے۔

ایک شرمندگی ہوتی ہے۔

خود سے خود کو

اور آپ خود سے ہی چہرہ نہیں ملا پاتے۔

وہ سب مہر کی زندگی کی معمول کی تصاویر اور ویڈیوز تھیں۔آفس آنے جانے کی، گھر کے اطراف، گھر کے اندر لاونج میں، کچن میں، ٹیرس میں....

"یہ.... یہ کیا ہے؟" مہر ہکلائی تھی۔

"یہ تو مجھے آپ سے پوچھنا چاہیئے مس مہر؟"

مہر نے نفی میں سر ہلایا، کچھ کہنے کو منہ کھولا لیکن کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

"آئی تھنک یہ.... اسٹاک... اسٹاکر اسٹاکر کی حرکت...." مہر خود نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔ وہ اگلے کو کیا بتانا چاہ رہی تھی۔اسے بتاتے ہوئے بھی شرم آرہی تھی۔گالی لگ رہی تھی۔

اچانک ماحول میں ایک تناو آگیا تھا، ڈاکٹر برہان نے فون بند کیا اور پلیٹ کے قریب واپس اوندھا دھر دیا۔

مہر خاموش ہوئی، بے بسی سے سامنے والے کا چہرہ دیکھتی رہی جو کہ اب خاموشی سے اپنے سامنے موجود اسٹیک کے آخری ٹکڑے کھانے میں مصروف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم اس بارے میں بات کر سکتے ہیں۔" مہر نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا تھا۔پر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس مرد کو کیسے بتائے کے وہ کسی اسٹاکر کے ساتھ انوالو ہے اور باقاعدہ کیس چل رہا ہے، ناجانے کیوں یہ بات ایک دم بہت بڑ گناہ لگ رہا تھا، اس نے تو یہ بات عدیل اور مائدہ کو بھی نہیں بتائی تھی.

"میں مزید کچھ وقت لینا چاہوں گا۔"

اسٹیک مکمل کر کے اب وہ اپنا چہرہ تھپک رہا تھا۔

مہر نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

مہر کچھ بھول رہی تھی۔۔۔وہ صحیح کہ رہا تھا، مہر کچھ بھول رہی تھی۔

مہر نے کیب سوسائٹی کے گیٹ پر ہی روک لی

دماغ سُن تھا گیٹ پر داخل ہوئی تو سامنے گارڈ اور راخی کی کوئی بحث گرم تھی۔

مہر کو آتا دیکھ کر راخی گارڈ کو ایک جانب دھکیلتی مہر کی طرف آئی۔

"کیسی ہے بیٹی؟"

گارڈ اسی جانب آنے لگا تھا جب.

"میں ٹھیک ہوں راخی، تم کیسے ہو؟"

مہر کو خواجہ سرا کے ساتھ شامل گفتگو دیکھ کر گارڈ رُک گیا اور اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

راخی نے اپنا پرس ایک کندھے سے دوسرے کندھے پر منتقل کیا۔ گویا ہوا۔

"چہرہ تو بہت اترا ہوا ہے، دماغ کہیں گم ہے، اور جواب نہیں مل رہا؟"

مہرُ کی ایک گہرہ سانس لیا۔

نگاہ سامنے دور تک جاتی سنسان پڑی سڑک پر جمہ تھی۔

"راخی۔" ڈوبی سی آواز نکلی. "مجھے خوف آرہا ہے۔"

"مجھے لگ رہا ہے میری تنہائی میرے گلے کا پھندا بن جائے گی، مجھے لگ رہا ہے میں نے اپنے لیے ایک گڑھا کھود لیا ہے۔ راخی میں دنیا کو کیسے بتاوں کے میں بہادر تھی، اب نہیں ہوں ،اب مجھے خوف آنے لگا ہے. پر راخی یہ کہنے سے پہلے میں شرم سے ڈوب مرنا چاہوں گی۔"

دھندلی نظر سے وہ نیچے سڑک کو دیکھ رہی تھی۔ ڈھلتی شام کے نارنجی آسمان تلے اسکا وجود کلس رہا تھا۔

راخی نے اسکا کندھا تھپکا۔

"اب بچہ اکیلا نہیں رہے گا. بہت جلد تمہاری یہ تنہائی رفا ہو جائے گی. بچہ مزید نہیں روئے گا۔"

ایک لمحے کو وہ راخی کی پیشن گوئی اپنے حق میں پکڑ لینا چاہتی تھی بالکل سارا کی طرح۔

سر میں ٹیس سی اٹھی۔

مہر جیسے جاگی. بے دردی سے اپنے گال رگڑے آنکھیں رگڑیں. ہاتھ سے چہرے پر ہوا جھلانے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں راخی، میں چلتی ہوں مجھے گھر پہنچنا ہے۔"

کہتی وہ بڑے بڑے قدم لیتی وہاں سے نکل گئی۔

تنہائی کی اخیر تھی کہ اب وہ تنہائی کا رونا بھی نہیں رو سکتی ہے۔ یہ اس پر حرام ہے۔

گھر میں داخل ہو کر سیدھی اپنے پورشن آکر دم لیا۔

مہر نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اس سال شادی کر لے گی، وہ کچھ خود کو سمجھا لے گی کچھ کمپرومائز کر لے گی، کچھ سامنے والے کو سمجھانے کی کوشش کرے گی۔ مہر کے پاس مکمل منصوبہ تھا اور اسے پورا اعتماد تھا کہ وہ سب ٹھیک کر لے گی لیکن۔۔۔

پر وہ بھول گئی تھی۔۔ وہ جو اسکا سچ تھا۔ مہر النساء میر کا سچ۔

اپنے پورشن میں آکر اس نے پولیس کے دیئے کانٹیکٹ پر رابطہ کیا. دوسری جانب سے کال آن ہوتے ہی مہر نے بولنے کو منہ کھولا تھا کہ۔

"مہر؟ تم ٹھیک ہو، اس وقت تھانے میں کال کیوں کرنی پڑ رہی ہے تمہیں؟"

مہر کے کھلے لب واپس جا ملے

وہ تیمور تھا.

کچھ لمحے سرکے.

"مہر؟"

"مجھے تعاقب کار سے متعلق انفارم کرنا تھا۔"

"ویٹ میں تمہارے گھر کے باہر ہوں، تم دروازہ کھول سکتی ہو، کیا تمہاری بہن بہنوئی گھر ہیں؟ کیا تمہارا تعاقب کار سے سامنا ہوا ہے؟"

مہر کا دل ڈوب کر ابھرا تھا، وہ جوتا اڑستی ٹیرس کی جانب بھاگی، سامنے سڑک پر ایک عدد سیاہ suv کھڑی تھی۔ دروازہ کھلا اور تیمور فون کان کھول لگائے باہر آیا تھا۔

"ویٹ ویٹ میں نیچے آرہی ہوں، تم دروازے پر دستک مت دینا"

کہتی اپنے بال باندھتی سیڑھیاں اترتی باہر آئی۔

فون دونوں کے ہی کان کو ابھی تک لگا تھا۔

مہر نے پہلے فون نیچے کیا اور کال کاٹی۔

تیمور نے مہر کا مکمل جائزہ لیا تھا، وہ جسمانی طور پر ٹھیک معلوم ہو رہی تھی۔

"کیا ہم گاڑی میں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟" مہر نے گاڑی کی جانب اشارہ کیا جس پر تیمور نے فوراً گاڑی کا دروازہ کھولا۔ مہر سست روی سے چلتی آئی اور پیسنجر سیٹ پر براجمان ہوئی۔

تیمور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا۔

"اگر تم گاڑی کو میرے گھر سے ذرا آگے پیچھے کر سکو تو۔"

لہجہ معذرات خواہانہ تھا۔

"شیور"

تیمور نے گاڑی گلی سے باہر نکالی اور ایک طرف لگائی.

"تم ٹھیک ہو؟" وہ اسکی ذہنی حالت پوچھنا چاہ رہا تھا.

"آیم کمپلیٹ لی فائن. مجھے لگا مجھے پولیس کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ سو میں نے کر دیا. پر مجھے نہیں پتا تھا ایس ایچ او صاحب خود پیٹر ولنگ پر ہیں۔"

تیمور خاموش رہا ۔

مہر نے برہان کو موصول ہوئی تصاویر اور ویڈیوز اور جس نمبر سے وہ موصول ہوئی تھیں تیمور کو دے دیا۔

تیمور نے ایک تفصیلی نگاہ مہر کے فون کی اسکرین میں موجود مواد پر ڈالی، پھر وہ مواد مہر کے فون سے اپنے فون میں ٹرانسفر کیا۔ فون مہر کی جانب بڑھایا، پھر رکا، واپس پیچھے کیا اور اس میں اپنا نمبر سیو کر کے ایمر جینسی کانٹیکٹ میں ڈال دیا اور پھر فون مہر کی جانب بڑھایا۔

مہر کچھ دیر صاف اسکرین دیکھتی رہی۔ پھر آف کر دی۔

"اتنا تو میں بھی جانتی ہوں کہ ایک مصروف ایس ایچ او یوں میرے گھر کے باہر اپنی معمول کی پٹرولنگ نہیں کر رہا ہو گا۔ میں تمہاری ذاتی ذمہ داری نہیں ہوں تیمور، اس کیس کو ایسے ہی ڈیل کرو جیسے پولیس ہر دوسرے کیس کو کرتے ہے۔ ہماری دوستی شاید کبھی ماضی میں رہی ہو گی، تمہیں آج اس کے واسطے مجھے کوئی خاص فیور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" مہر کا لہجہ ذرا تلخ ہوا تھا۔

وہ تیمور پر غصہ نہیں تھی، آج کا سارا دن اسکے ذہن پر جو دباؤ ڈال رہا تھا، ایسے میں وہ اپنا سکون قائم نہیں رکھ پا رہی تھی۔

تیمور خاموشی سے سامنے دیکھتا رہا۔

تو ماضی میں کہیں اس نے تیمور کو کم از کم دوست مانا تھا۔

یہ ایک انکشاف تھا۔

مہر گاڑی کا دروازہ کھول کر اتر چکی تھی۔ تیمور کا شکریہ ادا کیا پھر اپنے گھر کی جانب چل دی۔

تیمور نے نہیں سنا کہ مہر کے آخری الفاظ کیا تھے۔

Clubb of Quality Content
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور کے کان میں لگے ڈیوائس میں آواز گونجی۔ سر ڈی این اے رپورٹس آچکی ہیں، آپکا شک صحیح تھا۔

اس عروسی جوڑے پر موجود خون پچھلی دو گمشدہ خواتین کا ہے۔

زماں نے ماضی کے ایک گمشدہ کیس پر پڑی دھول کو چھوا تھا۔

تیمور نے مہر کر دور تک جاتے دیکھا تھا، حتی کہ وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

رات عدیل کے آنے کے بعد مائدہ نے اسے نیچے بلایا تھا۔

عدیل لاونج میں مہر کے مقابل بیٹھا تھا اور مائدہ کچن میں، وہ ان دونوں کو صاف دیکھ سکتی تھی۔

عدیل برہم تھا، اور اسکی برہمی پورے پورشن کو عجیب سوگ میں لیے ہوئے تھی، جب گھر کا مرد برہم ہوتا ہے تو یوں ہی ایک بھار سر اسکے اطراف میں موجود اشیاء اور جانوں پر بیٹھنے لگتا ہے

Clubb of Quality Content

"مہر میں نہیں جانتا کہ آج کیا ہوا ہے سوائے اس کے جو برہان نے مجھے بتایا۔میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر کچھ ایسا تھا، تمہارے پاس کوئی آپشن تھا، تم الریڈی کسی میں انٹرسٹڈ تھی تو تم انکار کر سکتی تھی۔"

مہر خاموشی سے میز کی چمکتی سطح دیکھتی رہی۔۔ وہ صاف شفاف تھی، جیسا کہ مائدہ کی عادت تھی ہر چیز چمکا کر رکھنے کی

وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر جا سکتی تھی لیکن وہ عدیل کی عزت کرتی تھی۔

وہ خاموش رہنا چاہتی تھی لیکن اب وہ تھک رہی تھی۔اسٹاکنگ والا یہ سارا ماجرا اب اسکے مکمل وجود کو اپنے آہنے شکنجے میں دبوچ رہا تھا۔وہ بولنا چاہتا تھی، سب کچھ الف سے ے تک کہہ دینا چاہتی تھی۔

ایک پل کو بھار تلے دبتے اسکے وجود کو لگا وہ کہہ دے گی۔۔۔وہ کہہ دے گی تو وہ فرار پا لے گی ،وہ گھر کے مرد کو اعتبار میں لے لے گی تو مشکل آسان ہو جائے گی۔

ایک لمحے کو اسے لگا وہ اب بتا سکتی ہے. ہمت یکجا ہوئی، الفاظ زبان تک آئے. ابھی لبوں تلے کچھ خلا بنا ہی تھا کہ،

"مگر یہ سب کر کے تم نے برہان کے سامنے مجھے شرمندہ کر دیا ہے."

ایک چھناکہ سا ہوا تھا۔

اسکے وجود کو دباتا بھارا اسکی ہڈیوں کو مسل چکا تھا۔امید نے دم توڑا اور مہر کے وجود نے اس بھار تلے آخری سانس خارج کیا۔کچھ چیزیں ناممکن ہی رہتی ہیں۔وہ ناممکن ہی رہیں گیں۔ اگر کبھی جو ذرا سی توقع جوڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ آپ کو خود کو ہی کاٹ ڈالتی ہیں۔مہر کیوں بھول جاتی ہے۔

"آئم سوری عدیل بھائی۔"

اور اس کے کھلے منہ سے بس یہی الفاظ نکل سکے۔

اور پھر حقیقت واپس اس کے پہلو میں براجمان ہوئی۔اسے دونوں اطراف سے تھام لیا۔

اس کے اپنے لوگوں کے ساتھ اسکا رشتہ بس اتنا ہی تھا۔

تھینکس

اور سوری

معذرت

اور شکریہ۔

عدیل وہاں سے اٹھ گیا۔ نشست برخاست ہوئی۔ جہاں ایک مرد اپنی انا کو ٹھیس پہنچنے کا رونا رو کر جا چکا تھا۔

مہر نے ایک گہرہ سانس خارج کیا۔

وہ بھی اٹھنے لگی تھی جب مائدہ جھٹ سے کچن سے باہر آئی تھی، "مہر یہ سب کیا تھا؟ تم مجھے تو بتا سکتی تھیں نا، حد ہے عدیل نے مجھے بھی اتنی باتیں سنائی ہیں۔۔۔ مطلب مہر تم کب زندگی کو لے کر سیریس ہو گی؟"

مہر نے مائدہ کی جانب دیکھا۔ ہمت نہیں رہی تھی وہ اب کچھ کہ نہیں سکتی تھی، کہنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ کاش اس کے اپنے ایک دفعہ اس سے سوال کرنے کی بجائے اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایک دفعہ وہ مہر کی طرف آ کر بیٹھیں، ایک دفعہ وہ مہر کی نظر سے دنیا کو محسوس کریں۔۔۔

کیا اگر مہر اپنا دل نکال کر ان کے سینوں میں لگا دے گی تو کیا پھر وہ سمجھ سکیں گے ؟ کیا پھر وہ سوال کرنا بند کر دیں گے۔ کیا وہ مہر کی تکلیف سہار پائیں گے، کیا پھر ان کے سینے پھٹ جائیں گے۔

"خیر اب بتادو کون ہے، کیا تم اس کے بارے میں سیر ئیس ہو؟"

نہیں۔۔ مہر غلط سوچ رہی تھی، مہر غلطی پر تھی۔۔۔ اگر مہر اپنا دل انکے سینے میں بھی لگا دے گی وہ تب بھی سمجھ نہیں پائیں گے، وہ اس دل کو اٹھا کر کباڑ میں پھینک دیں گے۔

مہر نے ایک بے بس سی نگاہ کے ساتھ مائدہ کو دیکھ تھا۔

"ہے ایک خیر اخواہ، چوبیس گھنٹے نظر رکھتا ہے وہ مجھ پر۔" لہجے میں طنز تھا۔ مائدہ اسکے کاٹدار لہجے پر کھلا منہ لیے اسکی شکل دیکھے گئی۔

کہہ کر مہر وہاں مائدہ کے پورشن سے نکل گئی۔

مہر کے اپنوں نے احساس کرنا کیوں نہیں سیکھا تھا۔

کیا بے حس ہونا ایک آپشن ہے؟ چوئس ہے؟ لوگ کیوں جان بوجھ کر اسے چنتے ہیں۔

انسان۔۔۔۔

Clubb of Quality Content

انسان کیوں احساس نہیں کرتے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۴

مہر کو آج پولیس اسٹیشن بلایا گیا تھا۔

اس سفید خالی کمرے کی چکا کوندروشنی اب اسکی آنکھوں کے تھکانے لگیں تھیں۔ شاید وہ انٹیروگیشن روم تھا۔ وہاں بیٹھ کر اندازہ کرنا مشکل تھا کہ مہر شکار ہے یا مجرم۔

لیکن کچھ تھا جو اس سے زیادہ اس کے حواسوں کی توجہ مانگ رہا تھا۔ وہ اسکے سامنے میز کے متوازی بیٹھا وجود تھا۔

ہمیشہ کی سی عجلت اور سختی۔ تھانے کی ہوا میں تیمور کے رنگ بدل جاتے تھے۔

تیمور نے بات کا آغاز کیا۔

"ہم نے برہان کو ریسیو ہوئی تصاویر اور ویڈیوز کا ڈیٹا انیلسسز کیا ہے۔ باقی تفصیلات کے ساتھ ایک چیز جو واضح ہے وہ یہ کہ برہان کا اس سب سے کوئی تعلق، کہہ سکتے ہیں کہ وہ سیف سائڈ پر ہے اگر تم اس سے دوبارہ ملاقات کے بارے میں سوچ رہی ہو تو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ جانتی تھی برہان کا اس سب سے کوئی تعلق ہو بھی نہیں سکتا۔

مہر کی سرخ سوجی آنکھیں ابھی تک بھاری تھیں۔

"تمہارا اے اطراف میں سیکیورٹی بڑھا دی جائے گی۔"

مہر نے فوراً تیمور کی جانب دیکھا۔

"کیا میں پہلے سے بھی زیادہ غیر محفوظ ہوں؟"مہر نے کیا بات کہہ دی تھی،کوئی بھی وہاں دوسرا سنتا تو شاید ہنس دیتا

تیمور نے اثبات میں سر ہلایا۔

مہر نے ایک گہرہ سانس خارج کیا۔

"پرفیکٹ آئی گیس۔"لہجہ تھکا ہوا تھا۔"مجھے اب آگے کیا کرنا ہے؟"

تیمور نے پورے وقت میں پہلی دفعہ چہرہ اٹھا کر مہر کی جانب دیکھا۔

مہر بے جان سی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔تیمور کے دیکھنے پر بھی اسکی نظر میں کوئی لرزش نہیں آئی۔

"اب تم حفاظت کے ساتھ اپنے گھر جاسکتی ہو۔۔۔پر مہر۔۔۔مجھے واقعی میں ایک تجسس ہے
۔"

اسکا تجسس مہر کے سرخ پپوٹوں پر جما تھا۔

"کیا تمہارے گھر میں واقعی کوئی مرد نہیں ہے؟"

مہر نظریں پھیر گئی۔۔۔"تم کیوں یہ جاننے میں دلچسپی رکھتے ہو؟"آج وہ تیمور کے اس سوال
پر چڑی نہیں تھی۔

"جن گھروں میں اصلی مرد ہوتے ہیں وہاں کی عورتوں کی آنکھیں اتنی بے جان نہیں ہوتیں
۔"

تیمور کی مردوں کی تعریف میں کوئی نقص ہے،مہر ہنسی تھی۔ناجانے تیمور نے مردوں کی
تعریف کہاں سے سیکھی تھی۔

"تمہارے جنرل نالج میں کچھ فالٹ ہے تیمور،شاید کسی نے تمہیں کبھی بتایا نہیں۔"

کہتی وہ اُٹھی تھی،اپنا بیگ کندھے پر سیٹ کیا،جانے کو قدم میز کے پیچھے سے نکالے۔۔
پر پھر جاتے جاتے رکی۔۔۔

زرا کو تیمور کی جانب گھومی۔۔۔

چند لمحے سرکے۔

"برہان کا بیک گراونڈ چیک کرنے کا شکریہ۔۔۔پر نہیں میں اس سے دوبارہ ملنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔۔۔"عدیل کے رویے کی وجہ سے وہ بلاوجہ برہان سے چڑ گئی تھی۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔۔۔

پتا نہیں وہ یہاں تیمور کے سامنے کچھ بولنے کا حق رکھتی بھی ہے یا نہیں۔۔۔ تیمور اسے جانتا ہے،وہ کس طرح کی انسان ہے وہ ان رشتوں میں کچھ خاص شوق نہیں رکھتی،اتنا تو تیمور کو یاد ہی ہو گا،وہ مہر کی اصلیت جانتا ہو گا،کہ مہر جوڑ بنانے والوں میں سے نہیں ہے۔

"آخر کو تھا تو وہ بھی ایک مرد ہی۔اور میں وہ عورت نہیں ہوں جو مردوں کو پسند ہوتی ہیں۔میری ہی غلطی تھی جو میں نے اس سال شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔"مہر نے کسی معمول کے ساتھ کہا تھا۔

تیمور نے چہرہ اٹھایا۔تیمور نے توصفائی نہیں مانگی تھی۔

دو نظریں چار ہوئی تھیں۔

"تمہیں پتا ہے مہر ہر مرد کو عورت نہیں چاہیئے۔۔۔"

مہر نا سمجھی میں اسے دیکھے گئی۔ پھر بولی۔"ہاں ہوتے ہیں کچھ لوگ انھیں کوئی دوسرا مر دیا عورت نہیں چاہئے ہوتا اپنا آپ مکمل کرنے کے لیے۔"اپنے تعین اس نے تیمور کی سمجھ سے سمجھ ملانے کی کوشش کی تھی۔وہ اس میں ماہر تھی وہ فوراًا گلے کے رنگ میں ڈھلنے کی ماہر تھی۔

"کسی مرد کو صرف مہر النساء میر بھی چاہئے ہو سکتی ہے۔"

وہ لاکھ کوشش کرتا تھا، وہ حد پار نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ مہر کو کسی بھی قسم کا دباو یا گلٹ کا احساس دلا کر خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔لیکن۔۔۔۔۔آخر کو تھا تو وہ بھی انسان، اس کی مٹی میں پڑی بے صبری کبھی کبھی اسکے فیصلوں اور سکون پر اپنے ہاتھ مارنے کی کوشش کرتی۔ وہ بات امر کیوں معلوم ہوئی تھی۔مہر کے کانوں تلے کچھ دھکا تھا۔آخر وہ مرد کیسا دکھتا ہو گا جسے مہر چاہئے ہو گی۔

تیمور کا چہرہ واپس جھکا گیا۔

"تیمور۔۔۔"پلٹ کر بولی، جیسے کچھ یاد آیا تھا۔

تیمور عالم نے لمحے سے پہلے واپس سر اٹھایا۔ مہر پھر بولی۔

"کیا تم شادی شدہ ہو؟"

تیمور اسکی جانب دیکھے گیا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں۔"

مہر پوچھنا چاہتی تھی کس کا، لیکن شک کے حقیقت بن جانے کا خوف اُسے باز رکھے ہوئے تھا ۔کچھ حقیقتوں سے وہ بے خبر ہی رہنا چاہتی تھی۔

دونوں جانب خاموشی برقرار رہی۔ پھر مہر فوراً وہاں سے نکل گئی۔

وہ اس سے زیادہ تیمور کے سامنے کھڑے ہونا برداشت نہیں کر سکتی تھی، اسکے سانس کی نالی میں کچھ اٹک رہا تھا۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اسٹیشن سے باہر آئی۔۔۔ باہر کھلے آسمان تلے کھل کر سانس لیا۔

نہیں ایسا نہیں، یہ سب ایسے نہیں ہونا تھا، کسی کے فیصلے میں کچھ گڑبڑ تھی، مہر نے کبوتر کی طرح آنکھیں کیوں بند کر لیں؟ آخر مہر کو کیوں فرق پڑتا ہے کہ وہ کس کا انتظار کر رہا ہے۔

Clubb of Quality Content

پر وہ ایک احساس۔۔۔ایک الہام کہ تیمور کسی کی چاہت میں مبتلا ہے۔۔۔کوئی تیمور کی چاہت ہے۔۔۔

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے مہر نے ایک غضب ناک سی نگاہ سامنے سڑک پر ڈالی تھی جہاں اب عصر کا وقت ڈھل رہا تھا۔

سات سال قبل۔۔۔سات سال قبل بھی ایسے ہی ایک فریب نے اسے جکڑنا چاہا تھا۔۔پر آج نہیں۔۔اتنے سالوں بعد بھی نہیں۔۔۔

سوچیں مطلب نا بنا سکیں تو دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ سختی سے بھنچا۔

مہر نے جلدی جلدی اپنے تمام احساسات کو لپیٹا، جیسے کپڑوں کو بھری الماری میں ٹھونسا جاتا ہے۔اور پھر ان پر پٹ بند کر کے نظریں پھیر لی جاتی ہیں۔۔۔سانس متوازن کر کے اب وہ سڑک پر نگاہ دوڑا رہی تھی جب۔۔۔

"مہروووو"

ایک چہکتی زنانہ آواز اسکی پشت پر ابھری تھی۔

مہر ٹھٹکی۔۔۔

مہر اس لہجے کو سو لہجوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔

پر کانوں نے لمحے کو یقین نہیں کیا تھا۔

حتیٰ کہ وہ آواز کی سمت مڑی۔۔۔وہ وجود مہر کی جانب ہی آ رہا تھا۔

وہ چہرہ اور وہ آواز اسے سات سال قبل بھی یوں ہی اسے پکارا کرتی تھی۔

ماضی اک ایک دوسرا پرندے عین اسکے سامنے آن بیٹھا تھا۔

ایک رات قبل۔

رات ڈیوٹی کے آخری اوقات میں نئی انویسٹیگیشن میٹنگ بیٹھی تھی۔

تمام چہروں پر ایک سکوت تھا۔

وہاں سالوں قبل شواہد کی کمی کی بنا پر بند کر دیئے گئے کیس کو دوبارہ کھولا گیا تھا۔

تیمور کرائم میپ کی جانب چہرہ کیئے کھڑا ایک گہرہ سوچ میں تھا، سینے پر باندھ رکھے ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ نکالا، سامنے بورڈ پر دو الفاظ تحریر کیئے۔

بورڈ پر دو ماضی کے کیسسز کی میپنگ تھی۔۔۔ایک دو سال قبل اور ایک پانچ سال قبل۔

کمرے میں موجود باقی چہروں پر کچھ خاص پسندیدگی کے آثار نا تھے۔

"مجھے نہیں معلوم کے پچھلے دنوں میں کیسسز میں واقعتاً شواہد کی کمی تھی یا پھر کسی کی لاپرواہی۔ دونوں خواتین کی گمشدگی سے قبل درج کروائی گئی اسٹاکنگ کی شکایت اور اس دورانیہ میں ہونے والے واقعات کی وقوع پذیری، ہمارے اس تیسرے کیس سے مکمل میل رکھتی ہیں۔ لیکن ہم وکٹم کو ابھی اس امر سے آگاہ نہیں کر سکتے۔"

"کیا دوسرے الفاظ میں آپ کہنا چاہ رہے ہیں ہم تیسرے وکٹم کو ایز اے bait استعمال کریں گے؟"

"ہم تیسرے وکٹم کو شکاری کے عین حلق تک پہنچ دیں گے، یوں کے شکاری کو پورا یقین آجائے کے وہ اسکی ہے، اور پھر عین نگلنے کے وقت ہم شکار کو واپس کھینچ لیں گے۔"

"میں آپکا اعتماد سمجھتا ہوں سر عالم، لیکن کیا آپ جان بوجھ کر یہاں رسک فیکٹر کو اگنور کر رہے ہیں، یا آپ بھی بس جلد از جلد اس کیس کو ختم کر کے اسکا تمغہ اپنے نام کرنا چاہ رہے ہیں؟"

تیمور مڑا تھا۔۔۔ فاروق کی جانب دیکھا۔

فاروق نے بات جاری رکھی۔

"اگر ہم نے تیسرے وکٹم کو بھی کھو دیا تو ہم سب کے سب ایک ساتھ اپنی نوکری سے ہاتھ کھو سکتے ہیں، اور اب جب ڈی ایس پی کی جانب سے ہمیں ضرورت سے زیادہ مراعات مل چکی ہیں۔ ایک تو ماضی میں بند کر دیا گیا کیس دوبارہ کھول رہیں ہیں، کیس بھی وہ جو میڈیا میں اچھے خاصے عرصے تک پولیس کی بدنامی کا سبب بنا رہا تھا۔ مجھے اس سب سے کچھ اچھے نتائج کی بو نہیں آ رہی۔"

"یہ کیس میں اپنی ذمہ داری پہ ذاتی طور پر ڈیل کر رہا ہوں، فکر مت کرو سارا ملبہ صرف میرے اوپر گرے گا۔ تم اپنے کالر کی فکر بچا رکھو۔"

کہتا تیمور واپس بورڈ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

وہ سب سمجھ رہے تھے کہ تیمور عالم کیا چاہتا ہے، پر وہ سب اس کے نتائج سے مکمل آنکھیں چرا گئے تھے۔

جاری ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842